



بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی اجلاس

مذکورہ پینچشنبہ مورخہ آٹھ فروری ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۱ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ

صفحہ نمبر

مندرجات

نمبر شمار

۱	۱- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	
۲	۲- وقفہ سوالات۔	
۶۵	۳- رخصت کی درخواستیں۔	
۷۵	۴- (۱) تحریک استحقاق، منجانب۔ نواب محمد اسلم ریشیانی	
۸۲	(۲) تحریک استحقاق، منجانب۔ مسٹر محمد ایوب بلوچ و میر ظفر اللہ خان جمالی (مجلس قائمہ پیر دیگی گئی)	
۸۳	(۳) تحریک استحقاق، منجانب۔ میر ظفر اللہ خان جمالی (مجلس قائمہ کے سپرد کی گئی)	
	۵- غیر سرکاری کارروائی (قراردادیں)	
۸۹	(۱) حاجی عبد محمد نونیزئی صاحب کی جانب سے پیش کردہ قرارداد بسلسلہ خراج حسین مقبرہ	
۹۹	کشمیر کے حریت پسندوں کو جو آزادی کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ (منظور کی گئی)	
۱۰۸	(۲) قرارداد نمبر ۲۶ منجانب عبد الحمید خان ایگری (منظور کی گئی)	
۱۱۴	(۳) قرارداد نمبر ۳ منجانب مولانا محمد اسحاق خوسری صاحب (منظور کی گئی)	
۱۲۳	(۴) قرارداد نمبر ۳۸ منجانب نواب محمد اسلم ریشیانی (منظور کی گئی)	
۱۲۵	(۵) قرارداد نمبر ۳۹ منجانب میر محمد اختر میٹکل و ظفر اللہ خان جمالی (منظور کی گئی)	
۱۵۱	۶- قائد ایوان سرفراز نواب محمد اکبر خان گئی، کا اظہار خیال بسلسلہ قرارداد نمبر ۳۹۔	
	۷- اسمبلی اجلاس کی بر فاسٹیگی کے بارے میں گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	

شمارہ پنجم

جلد اول

چوتھی بلوچستان صوبائی اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

مورخہ ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۱ رجب ۱۴۱۰ھ بروز پنجشنبہ

زیر صدارت جناب محمد اکرم بلوچ - اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ از مولوی عبدالمتین انخوندزادہ

۲ عوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ ابْتِغَىٰ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنَّ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ - رَصَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمَ

یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا ہے کہ انہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو ان کے سامنے تلاوت
آیات کرتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں اور ان کو کتاب کی تعلیم دیتے ہیں اور حکمت و دانائی رکی بات سکھاتے ہیں
اور اس سے قبل تو یہ لوگ بالکل گمراہی میں مبتلا تھے قرآن پاک کی آیات میں اسلامی تعلیم و تربیت کی اہمیت واضح
ہوتی ہے اس سے ایک صالح اور اسلامی معاشرے وجود میں آتا ہے۔

(وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْإِبْلَاحُ) پک ع سورہ آل عمران

جناب اسپیکر! - تاوت کلام پاک کے بعد اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ میر جان محمد خان جمالی صاحب اپنا سوال پوچھیں۔

۱۶۸۔ میر جان محمد خان جمالی! -

کیا وزیر مال ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلوچستان خصوصاً تحصیل اوستہ محمد میں محکمہ مال کی عمارت نہایت ہی مخدوش ہیں۔

(ب) اگرچہ زوال (الف) اجواب اثبات میں ہے تو محکمہ مال کی ان عمارت کے تعمیر و مرمت کیلئے رواں مالی سال میں کس قدر رقم مختص کی گئی ہے تفصیل دی جائے۔

میر عبد المجید بزنجو۔

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ تحصیل اوستہ محمد میں محکمہ مال کی عمارت کی مرمت درکار ہے جہاں تک اوستہ محمد تحصیل کی عمارت کا تعلق ہے۔ ان کی مرمت کی جا رہی ہے جن پر تقریباً اسی (۱۸۰) ہزار روپیہ خرچ ہو چکے ہیں۔ تحصیل آفس اور

اسٹنٹ کمشنر کا مکان اب تسلی بخش حالت میں ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ بلوچستان کے دیگر علاقوں میں عام طور پر محکمہ مال کی عمارات مرمت طلب ہیں یا یکسر نئی بنانے کی ضرورت ہے۔ اسی سلسلہ میں تمام صاحبان کو تحریر کیا گیا ہے کہ وہ ایسی عمارات جس کی مرمت یا تعمیر نو ضروری ہے ان کے تخمینہ جات تیار کر کے بھجوادیں تاکہ اس مقصد کیلئے رقم حاصل کرنے کیلئے محکمہ مالیات سے رجوع کیا جائے۔

میر جان محمد خان جمالی :- جناب والا! میں اپنے سوال کے جواب میں کوئی سوال نہیں کروں گا کیونکہ وزیر مال جو کہ شریف ترین قلندر صفت اور فقیر منش ہے۔

جناب اسپیکر :- اگلا سوال نمبر ۱۹۰ مسٹر حسین اشرف بلوچ کا ہے۔ چونکہ وہ ہاؤس سے رخصت پر ہیں لہذا محمد اسلم خان ریسائی ان کی طرف سے سوال پوچھیں۔

۱۹۰۔ مسٹر حسین اشرف بلوچ؛ (ذوالحجہ ۱۳۸۰ھ) ریسائی نے دریافت کیا

کیا وزیر مال ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

- (الف) کیا درست ہے کہ جب ندی سے متصل علاقہ ساکران تحصیل جب کی زرعی اور بنجر اراضی کی الاٹمنٹ کا کام گذشتہ مہینوں مکمل کیا گیا ہے۔
- (ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا زمینوں پر عرصے سے مقامی افراد قابض ہیں اور کاشت کرتے ہیں۔ لیکن الاٹمنٹ کی وقت ان مقامی کاشتکاروں کو محروم رکھا گیا ہے۔
- (ج) اگر جزو (الف و ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مقامی کاشتکاروں کو مذکورہ الاٹمنٹ سے محروم رکھنے کی وجوہات کیا ہیں۔ نیز یہ زمین کس بنیاد پر کن کن افراد کو الاٹ کی گئی ہیں الاٹی کا نام مکمل پتہ اور تفصیل دی جائے۔

ذریعہ مال :-

- (الف) یہ درست نہیں ہے۔ کہ جب ندی سے متصل موضع ساکران میں گذشتہ مہینوں زرعی و بنجر اراضی کی کسی کو الاٹ منٹ نہیں ہوئی ہے۔
- (ب) یہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ جب ندی سے متصل مقامی افراد اپنی ہی ملکیتی اراضیات پر قابض ہیں جو وہی کاشت کرتے ہیں۔ مذکورہ زمین کسی کو الاٹ نہیں ہوئی۔ چنانچہ کاشتکاروں کے محروم رکھنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) چونکہ جب ندی کے متصل موضع ساکران میں کسی شخص کو اراضی الاٹ نہیں ہوئی ہے۔ بریں حصہ کسی کاشتکار مالک کو محروم نہیں رکھا گیا ہے۔

۱۰۰ امیرجان محمد خان جمالی -

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائینگے۔
حلقہ پی بی ۲۰، جعفر آباد I میں فوری ترقیاتی پروگرام کے تحت مالی رواں سال ۱۹۸۹ء کے دوران کتنے ترقیاتی منصوبوں پر کتنے فیصد کام ہوا ہے۔
ترقیاتی منصوبوں کی مکمل تفصیل تخمینہ لاگت بتلائی جائے۔

میر ذوالفقار علی لکھی - (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات -)

حلقہ پی بی (۲۰)، جعفر آباد میں رواں مالی سال ۱۹۸۹-۹۰ء کے دوران مندرجہ ذیل ترقیاتی منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔

	I	شعبہ تعلیم	تخمینہ لاگت
۱-	بہ مقام گوٹھ میر محمد یونین کونسل مہرب پور میں پرائمری سکول کی عمارت کی تعمیر۔	۱ لاکھ	
۲-	بہ مقام گوٹھ اعجاز علی یونین کونسل	"	"
	"	"	"
	"	"	"
	"	"	"

تمخیزہ لاگت

شعبہ تعلیم

- ۳ - بہ مقام گوٹہ حکیم علی یونین کونسل مہرب پور میں پرائمری سکول کی عمارت کی تعمیر - ۱ لاکھ
- ۴ - بہ مقام گوٹہ غلام آزاد زمین میں
- ۵ - بہ مقام گوٹہ غلام رسول زمین میں
- ۶ - بہ مقام گوٹہ فقیر آباد یونین کونسل قبولہ
- ۷ - بہ مقام گوٹہ رسول آباد نوشکی جدید میں
- ۸ - بہ مقام گوٹہ کراچی جدید میں
- ۹ - بہ مقام گوٹہ محمد عالم میں
- ۱۰ - بہ مقام گوٹہ پنجپائی یونین کونسل سہی جدید میں
- ۱۱ - بہ مقام گوٹہ چاکر خان سیلاچی میں
- ۱۲ - بہ مقام یوسف کنڈلی سہی جدید میں
- ۱۳ - بہ مقام محمد نواز زمین یونین کونسل فیض آباد میں
- ۱۴ - بہ مقام عبدکرم کھوسہ یونین کونسل فیض آباد میں
- ۱۵ - بہ مقام محمد پنا چانڈیو بیرل زمین کونسل
- ۱۶ - بہ مقام حاجی مبارک یونین کونسل گنداضہ میں

تختہ لاگت

ایک لاکھ

شعبہ تعلیم

-۲۸- بمقام گوٹھ علی احمد رند یونین کونسل فیض آباد میں

پرائمری سکول کے عمارت کی تعمیر۔

شعبہ صحت

II

تختہ لاگت۔

۳ لاکھ

ترقیاتی منصوبے

بمقام گوٹھ پیارا خان میں ڈسپنسری کے عمارت کی تعمیر۔

متفرق

III

۵ لاکھ

-۱- بڈوزر گھنٹے

سات لاکھ پچاس ہزار

-۲- اوستہ محمد کی گلیوں میں کچی نالیوں کی تعمیر

شعبہ فراہمی آب

۲ لاکھ پچاس ہزار

-۱- بمقام اوستہ محمد وارڈ نمبر ۲۱، ۲۲، ۲۳ اور ۲۴ میں

فراہمی آب کے لئے پائپ لائنوں کی تنصیب۔

نواب محمد اسلم خان ریشیانی؛ - (ضمنی سوال) جناب والا! کیا وزیر مال مجھے یہ یقین دھانی کرا سکتے ہیں کہ جب الاٹمنٹ شروع کریں تو وہاں کے کاشتکاروں کو اور مزاروں کو وہ زمینیں الاٹ کریں گے؟

وزیر مال؛ - جناب والا! اس کا ہم سرے کر رہے ہیں۔ جہاں کہیں بھی ہیں سرکاری زمینیں ملتی ہیں تو ہم اس علاقے کے مستحقین کو الاٹ کریں گے۔ تقسیم کریں گے۔

جناب اسپیکر؛ - اگلا سوال میر جان محمد خان جمالی صاحب کا ہے۔

میر جان محمد خان جمالی؛ - جناب والا! اس سوال کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے مگر اس میں کچھ غلطیاں ہیں انہیں درست کر دیا جائے۔ مثال کے طور پر رہا ہوں پی اینڈ ڈی ڈی پارٹمنٹ سے ایچ لکھا جا رہا تو سی اینڈ ڈیو اس سے لکھا بنا ہے مطلب اگر چکن سوپ لکھا جا رہا ہے تو چکن سی بنا دیتے ہیں۔ جیسے یہاں نام لکھا جا رہا ہے اسکول سویا خان میں ہے تو نام بن جاتا ہے نواں خان۔ تو وہ ڈھونڈتا پھرتا ہے کہ

نوان خاں کہاں ہے۔ وہ اپنا راستہ صحیح کر لیں۔ اور میرا کوئی ضمنی نہیں ہے۔

وزیر منصوبہ و ترقیات :- اگر ممبر موصوف اس کی نشان دہی کر دیں گے تو تصحیح کر دی جائے گی۔ درست کر دیا جائے گا۔

× ۱۹۱۔ مسٹر حسین اشرف بلوچ۔ (ذوالمہجہ ۱۳۳۱ء) خان یسائی نے دریافت کیا

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال ۱۹۸۹-۹۰ کے مالیاتی بجٹ اور سالانہ ترقیاتی پروگرام کی مد میں ضلع گوادریں ترقیاتی کاموں کے لئے مجموعی طور پر کس قدر رقم مختص کی گئی ہے۔ نیز ان مجوزہ منصوبوں پر کام کی رفتار کیا ہے اور اب تک کل کس قدر رقم ترقیاتی کاموں پر خرچ کی جا چکی ہے تفصیل دی جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔

سال ۱۹۸۹-۹۰ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی مد میں ضلع گوادریں کے ۲۲ ترقیاتی منصوبوں کیلئے مجموعی طور پر مبلغ تین کروڑ پھیالیس لاکھ چھ ہزار۔

بم شمار	نام اسکیم	مختص شد رقم	خرچ شد رقم	کارکردگی
۵ -	سروریشوکان میں میرین	۶۳۳ روپے	۲۲۲ روپے	۵۰٪ کام مکمل ہو چکا انجول کی درکشاہ کی تعمیر ہے۔
۶ -	گوار میں مچھلی جالونکی مرمت	۵۱۷	۳۵۶ روپے	کام جاری ہے۔
۷ -	اور ماٹھ پر ۵۰۰ میٹر کن	۹۰۰	۶۳۲ روپے	تقریباً ۵۰٪ کام مکمل ہو چکا ہے۔
۸ -	آبنوشی اسکیم بمقام	۷۴۰ روپے	-	پہلا ٹیوب ویل ناکام ہو چکا ہے اب دوسرا ٹیوب ویل لگایا جائیگا
۹ -	زیارت بستی سے گوار تک	۹۰۳ روپے	۲۵۰ روپے	۲۵٪ کام رپاٹ لائن اور عملے کا کوڑا پیر مکمل ہو چکا ہے
۱۰ -	آبنوشی اسکیم بمقام کنڈلان	۵۰۰ روپے	-	ٹنڈر کے مرحلے پر ہے۔
۱۱ -	گوار نہنٹ تک پختہ	۷۰۰ روپے	۲۶۳ روپے	۲۲ میل پمپنگ کا کام کیا گیا ہے۔

- ۱۲۔ بلا رڈ پیم مقام گوادر کیلئے ۰۰۸۰۰۔۔۔۔۔
 II PC کی تیاری
 پٹی سی۔ ٹوزیر تیاری ہے۔
- ۱۳۔ آبنوشی اسکیم گوادر کیلئے ۱۰۰۰۰۔۔۔۔۔
 دو عدد جنرل سٹریٹس کی خریداری
 ضلع گوادر میں دو عدد پرائمری
 خریداری ابتدائی مرحلہ پر ہے۔
- ۱۴۔ سکولوں کے اجراء کی اسکیم ۰۰۳۹۰۔۔۔۔۔
 ریرائے طلباء
 جگہوں کا انتخاب آخری
 آخری مراحل میں ہے
- ۱۵۔ ضلع گوادر میں ۷ عدد ۰۰۳۹۰۔۔۔۔۔
 پرائمری مسجد سکول کا اجراء
 کی اسکیم ریرائے طلباء
 جگہوں کا انتخاب آخری
 مراحل میں ہے
- ۱۶۔ ضلع گوادر میں تین عدد ۰۰۰۹۰۔۔۔۔۔
 پرائمری سکول برائے
 طالبات کا اجراء
 " " "
- ۱۷۔ ضلع گوادر میں دو عدد پرائمری ۰۰۶۱۲۔۔۔۔۔
 اسکول بلا عمارت کے لئے عمارت کی تعمیر۔
 جگہوں کا انتخاب آخری
 مراحل پر ہے۔

جگہوں کا انتخاب آخری مراحل پہ ہے۔	۷۹۳۶	۱۸۔ ضلع گوادریس ایک عدد پرائمری اسکول کا درجہ ڈال تک بڑھایا۔
تکمیل کے مراحل پہ ہے۔	۱۶۶۶۶	۱۹۔ بن گلپنچ کے مقام پہ بنیادی مرکز صحت کا قیام۔
تکمیل کے آخری مراحل پہ ہے۔	۱۶۶۶۰	۲۰۔ کورمی کو جو کے مقام پہ بنیادی مرکز صحت کا قیام
کام جاری ہے۔	۷۱۸۷	۲۱۔ گوادریس سنٹر کے مقام پہ تین کمرے کو اڑھائی تعمیر
رقم تقسیم کر دی گئی ہے	—	۲۲۔ شہری ترقیاتی پروگرام کیلئے گرانٹ۔
رقم تقسیم کر دی گئی ہے۔	—	۲۳۔ دیہی ترقیاتی پروگرام کے لئے گرانٹ

۲۴۔ فوری ترقیاتی معاشرتی ... ۵۰۰۰ — متعلقہ ممبر صوبائی اسمبلی
پر وگرام۔

کے نشان زدہ منصوبوں
پہلے رقم ستمبر کے مہینہ
میں فراہم کر دی گئی ہے

✽ ۲۲۴ مسٹر عبد الحمید خان اپکنڈی۔

کیا وزیر منصوبہ بندی ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سب ڈویژن تحصیل موسیٰ خیل ضلع لوڈالائی کے لئے

مخصوص پراجیکٹ فنڈ ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بالا سب ڈویژن
پہلے مختص کردہ فنڈ کی سالانہ مالیت کیا ہے۔ نیز جنوری ۱۹۹۰ء تک کتنی رقم

مذکورہ بالا علاقہ میں خرچ کی گئی ہے۔ فنڈ کے خرچ کمزیر کا طریقہ کار کیا رہا ہے اور

یہ رقم کن کن سکیموں پر خرچ کی گئی ہے۔ تمام سکیموں کی مکمل تفصیل دی جائے

(ب) کیا محکمہ کے کسی ذمہ دار افسر آفسران نے مذکورہ تمام سکیموں کا معائنہ

کیا ہے۔ اگر ہاں تو کیا تمام سکیمیں تسلی بخش طور پر مکمل ہوئی ہے۔

معائنہ کرنے والے افسر آفسران کے نام اور معاشرتی نام کیا تھی نیز اگر تمام سکیموں کا معائنہ نہیں کیا گیا ہے تو وجہ بتائی جائے۔

(ج) کیا مذکورہ بالا علاقہ پہلے کوئی پراجیکٹ ڈائریکٹر مقرر ہوا ہے اگر ہاں

تو کون اگر نہیں تو دہر بتلائی جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔ کہ سب ڈویژن موسمی نیل ضلع لورالائی میلے مخصوص پراجیکٹ فنڈز ہیں۔ مختص کردہ سالانہ فنڈز کی مالیت کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

- | | | | | |
|----|-----------|---------------------|----|---|
| ۱۔ | سال ۸۳-۸۲ | ۵,۰۰,۰۰۰ | ۵ | ۱ |
| ۲۔ | سال ۸۵-۸۴ | ۱۵,۰۰,۰۰۰ | ۲۰ | ۱ |
| ۳۔ | " ۸۶-۸۵ | ۲۰,۰۰,۰۰۰ | ۵۰ | ۱ |
| ۴۔ | " ۸۷-۸۶ | ۲۰,۰۰,۰۰۰ | ۲۹ | ۱ |
| ۵۔ | " ۸۸-۸۷ | رقم مختص نہیں ہوئی۔ | | |
| ۶۔ | " ۸۹-۸۸ | | | |
| ۷۔ | " ۹۰-۸۹ | ۲۶,۰۰,۰۰۰ | ۸ | ۱ |

ماہ مئی ۱۹۸۲ء سے جنوری ۱۹۹۰ء تک مبلغ اٹھاون لاکھ ساٹھ ہزار روپے

ترقیاتی سکیمات پر خرچ کئے جا چکے ہیں سوائے سال ۸۹-۹۰ کے لئے مختص شدہ

رقم کے جو کہ ابھی حال ہی میں موصول ہوئے ہیں۔ اور اس سال کے ترقیاتی سکیمات کے لئے ٹینڈر طلب کئے جا چکے ہیں۔

فتنہ ختم کرنے کا طریقہ کار۔ مالی سال ۱۹۸۳-۸۴ سے ۱۹۸۵-۸۶

بمک کے لئے ڈپٹی کمشنر لورائی پراجیکٹ ڈائریکٹر ہوا کرتا تھا۔ تو ڈپٹی کمشنر چیئرمین یونین کو نسل صدر موسیٰ خیل اور ضلعی محکموں کے سربراہوں کے صلاح مشورہ سے سکیمات پراجیکٹ ایریا علاقہ کے ضروریات کے مطابق باقاعدہ میننگ میں منظوری کے بعد دفتر کمشنر کو ہمراہ منظوری و مزید کارروائی ارسال کی جاتی تھی۔ جبکہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر واسسٹنٹ انجینئر محکمہ لوکل گورنمنٹ ہراسکیم کے لئے تخمینہ جات سائٹ پلان پی ٹی ڈی کی آر سی فارم وغیرہ مرتب کرتے تھے۔ کمشنر ضروری جانچ پڑتال کے بعد مکمل کاغذات اے ڈی پی رسالہ ترقیاتی پروگرام تخمینہ جات سائٹ پلان پی ڈی آر سی پی آر سی محکمہ لوکل گورنمنٹ اور محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات بلوچستان کو باامید منظوری بھجوا کرتے تھے۔ تب محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے منظوری کے بعد حکومت سے پراجیکٹ ڈائریکٹر کو مختص شدہ رقم جاری کئے جاتے تھے۔ پراجیکٹ ڈائریکٹر بری مالیت کے اسکیمات کو بذریعہ ٹینڈر/ٹھیکیدار اور چھوٹی مالیت کی سکیمات کو بذریعہ پراجیکٹ

کمیٹی پایہ تکمیل کو پہنچایا کرتے تھے۔ ہر سکیم کو ڈپٹی کمشنر / پراجیکٹ ڈائریکٹر یا اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ یا اسسٹنٹ انجینئر لوکل گورنمنٹ یا سب انجینئر لوکل گورنمنٹ وقتاً فوقتاً معائنہ کیا کرتے تھے جبکہ ٹھیکیدار / پراجیکٹ لیڈر کو مرحلہ وار قسطوں میں ادائیگی کی جاتی تھی۔

مالی سال ۸۷-۱۹۸۶ء کے دوران سرمایہ دار عصمت اللہ خان ایم پی اے یوری / موسیٰ خیل کو پراجیکٹ ڈائریکٹر مقرر کیا گیا تھا۔ جن کے احکامات کے تحت اس سال کے لئے مختص شدہ رقم آفسیئر ترقیات لوکل گورنمنٹ موسیٰ خیل کو دفتر ہذا سے بھجوائے گئے تھے۔ تاکہ وہ ان ترقیاتی سکیمات کو مکمل کریں۔

مالی سال ۸۷-۱۹۸۸ء کے لئے حکومت سے کوئی رقم موصول نہیں ہوئی اور مالی سال ۱۹۸۹-۹۰ء کے لئے منظور شدہ ترقیاتی سکیمات کی فہرست کے لئے رطلا خط ہو ضمیر خ (اینڈر اخبارات بمور فر ۲۵ جنوری ۱۹۹۰ء) طلب کے لئے گئے ہیں اور تاحال ان پر کام شروع نہیں کیا گیا ہے۔

سال ۸۲-۱۹۸۳ء کے دوران کل چھ ترقیاتی سکیمات منظور ہوئے تھے۔
 رضیمہ الفاضلہ محکمہ لوکل گورنمنٹ کے سب انجینئر عبدالملک خورشید عمر مرحوم اسسٹنٹ انجینئر عبدالرحیم بوتھ اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور منیر آغا ڈپٹی کمشنر پراجیکٹ

ڈائریکٹر نے تمام سیکمات کا وقتاً فوقتاً معائنہ کرتے تھے۔ تب جا کر ادا کئے گی کی جاتی تھی۔

سال ۱۹۸۲-۸۵ء کے دوران کل (۲۰) سیکمات منظور ہوئے تھے (ضمیمہ ب) ان تمام سیکمات کا بھی سب انجینئر عبدالمالک، نورشید عمر مرحوم، اسسٹنٹ انجینئر لوکل گورنمنٹ، عبدالرحیم بلوچ، اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ اور نیر آغا ڈپٹی کمشنر پراجیکٹ ڈائریکٹر وقتاً فوقتاً معائنہ کیا کرتے تھے۔

سال ۱۹۸۵-۸۶ء کے دوران منظور شدہ سیکمات کی تعداد پچاس تھی (ملاحظہ فرمائیے) ان تمام سیکمات کا معائنہ سجاد حسین سب انجینئر لوکل گورنمنٹ، بشیر احمد اسسٹنٹ لوکل گورنمنٹ عبدالعزیز بگٹی اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ اور عبدالحکیم بلوچ، ڈپٹی کمشنر، پراجیکٹ ڈائریکٹر وقتاً فوقتاً کیا کرتے تھے۔

سال ۱۹۸۶-۸۷ء کے دوران منظور شدہ سیکمات کی تعداد تیس (۲۹) تھی (ملاحظہ فرمائیے) اس سال کے لئے پراجیکٹ لیڈر سردار عصمت اللہ ایم پی اے مقرر ہوئے تھے۔ اور یہ سیکمات تحصیل کے سطح پر مکمل کئے گئے ہیں۔ محبت خان آفیسر ترقیات لوکل گورنمنٹ موسیٰ خیل اور سب انجینئر لوکل گورنمنٹ موسیٰ خیل نے معائنہ کئے ہیں۔

- (۱) مالی سال ۱۹۸۳-۸۴ تا ۱۹۸۵-۸۶ کے لئے ڈپٹی کمشنر لورالائی کو پراجیکٹ ڈائریکٹر مقرر کیا گیا تھا۔ اور مالی سال
- (۲) ۱۹۸۶-۸۷ تا ۱۹۸۷-۸۸ کے لئے سردار عسمت اللہ خان ایم پی کے پوری (موسیٰ خیل) کو پراجیکٹ لیڈر مقرر کیا گیا تھا۔
- (۳) جب کہ رواں مالی سال ۱۹۸۹-۹۰ کے لئے پھر ڈپٹی کمشنر لورالائی کو پراجیکٹ مقرر کیا گیا ہے۔

ترقیاتی پروگرام برائے سال ۱۹۸۳-۸۴ (ضمیمہ الف)

نمبر شمار	اسکیم کا نام	لاگت	روپے
۱	درگ ایریا میں زرعی فروغ کے لئے نالیوں کی کھدائی۔	۱,۰۰,۰۰۰/-	۱,۰۰,۰۰۰
۲	درگ سے گورکھ پور تک سڑک کی تعمیر	۵۰,۰۰۰/-	۵۰,۰۰۰
۳	موسیٰ خیل ایریا میں بنڈات کی تعمیر بذریعہ بلڈوزر	۱,۵۰,۰۰۰/-	۱,۵۰,۰۰۰
۴	موسیٰ خیل میں قاضیوں کی تعمیر	۷۶,۰۰۰/-	۷۶,۰۰۰
۵	برگ پشت (اندپور) میں چشمہ کی بہتری کی اسکیم	۹,۰۰,۰۰۰/-	۹,۰۰,۰۰۰
۶	موسیٰ خیل قصبہ میں نالیوں کی تعمیر	۳۴,۰۰۰/-	۳۴,۰۰۰

ردیف	کل ٹوٹل	۵۱۰۰/۰۰۰/-
۱	موسمی خیل سب ڈویژن کے لئے ارہٹوں کی فراہمی۔	۲/۰۰/۰۰۰/-
۲	موسمی خیل سب ڈویژن میں ہینڈ پمپ کی تنصیب	۷۰۰۰۰/-
۳	گرگوجی و بالا پر حفاظتی بند کی تعمیر	۵۰۶۰۰۰/-
۴	درگ کنڈی پر خشک پتھروں سے دیوار کی تعمیر	۲۶۰۰۰۰۰/-
۵	اپریگیشن چنیل کی تعمیر زمب کے مقام پر	۳۰۰/۰۰۰/-
۶	بور کوہما و بالا کی بہتری۔	۳۰/۰۰۰/-
۷	کرکنا کے مقام پر پانی کے اجتماع کے لئے کھدائی۔	۴۰/۰۰۰/-
۸	درگ میں کان واہ کے مقام پر نئے چنیل کی کھدائی۔	۱,۲۰/۰۰۰/-
۹	موسمی خیل بازار میں فٹپاتھ اور نالیوں کی تعمیر۔	۱,۲۰/۰۰۰/-

- ۱۰ موسیٰ خیل بازار میں آبپاشی چینل کی تعمیر
 // ۱/۰۰/۰۰۰/-
- ۱۱ شہم بوحسار کے مقام پر پانی کی اجلاء
 کے لئے کھدائی۔
 // ۱۸۰/۰۰۰/-
- ۱۲ سیلاب پانی کے رخ کی تبدیلی کیلئے
 بند کی تعمیر۔
 // ۸۰/۰۰۰/-
- ۱۳ سور شور (انڈر پور) کے مقام پر زرعی
 آب پاشی کے لئے بند کی تعمیر۔
 // ۷۰/۰۰۰/-
- ۱۴ گنڈو کچ (موسیٰ خیل) نالے کی تعمیر۔
 // ۶۰/۰۰۰/-
- ۱۵ موسیٰ تلاقی کے مقام پر سیلابی پانی
 کے چینل کی تعمیر۔
 // ۶۰/۰۰۰/-
- ۱۶ کاریز کی توسیعی بمقام حاجی الف۔
 // ۳۰/۰۰۰/-
- ۱۷ حاجی شہر جان اور دیگر نالے کی تعمیر۔
 // ۳۰/۰۰۰/-
- ۱۸ تعمیر / توسعی سڑک کننگری تا
 گورمنڈی (۱۵ میل)۔
 // ۳۰/۰۰۰/-
- ۱۹ زرین موضع میں کنویں کی تعمیر
 // ۲۵/۰۰۰/-

۲۰ متفرق اخراجات / مرمت گاڑیاں
 روپے ۲۵۱۰۰۰/-
 کل میسزان ۱۱۵۶۰۰۰/-

ترقیاتی پروگرام برائے سال ۱۹۱۵-۱۶ء

نمبر شمار	اسکیم کا نام	لاگت	روپے
۱-	موکھا خیل سب ڈویژن میں بلڈوزر سے بندات کی تعمیر۔	۸۰۶۰۰۰/-	۸۰۶۰۰۰
۲-	کارکانہ درگ ایریا میں حفاظتی بند کی تعمیر (گنڈام)	۵۵۶۰۰۰/-	۵۵۶۰۰۰
۳-	پاترہ لوپ میں بند علیہ محمد جان وغیرہ حفاظتی بند کی تعمیر۔	۵۵۶۰۰۰/-	۵۵۶۰۰۰
۴-	کوٹ خان محمد حاجی گل بسکا کے ذریعے حفاظتی بند کی تعمیر۔	۳۰۶۰۰۰/-	۳۰۶۰۰۰
۵-	راڑہ شہم میں بند و نالیوں کی تعمیر۔	۳۰۱۰۰۰/-	۳۰۱۰۰۰
۶-	نھیل میں مراد خان ولد دنیا خان کے ذریعے بند کی تعمیر۔	۲۶۰۰۰۰/-	۲۶۰۰۰۰
۷-	بوہریل ریب میں بند کی تعمیر۔	۲۵۱۰۰۰/-	۲۵۱۰۰۰
۸-	ڈھاکیان میں جانی محمد وغیرہ کے ذریعے بند کی تعمیر۔	۱۵۱۰۰۰/-	۱۵۱۰۰۰
۹-	کنر لوپ میں بند کی تعمیر۔	۶۰۱۰۰۰/-	۶۰۱۰۰۰
۱۰-	جدید گڑیاں میں محمد رحیم ولد محمد یعقوب کے ذریعے بند کی تعمیر۔	۲۶۰۰۰۰/-	۲۶۰۰۰۰

- ۱۱ - گھر ڈنڈی میں سید لال جان کے ذریعے بند کی تعمیر۔
 روپے ۲۰/۰۰۰/-
- ۱۲ - جہم میں نمسری کا قیام
 " ۳۰/۰۰۰/-
- ۱۳ - کراہ پالہ میں حفاظتی دیوار کی تعمیر و بہتری
 " ۲۰/۰۰۰/-
- ۱۴ - جوگی ویالہ درگ کی بہتری و تعمیر
 " ۲۰/۰۰۰/-
- ۱۵ - کچ باقی داو ویالہ درگ کی بہتر و تعمیر۔
 " ۲۰/۰۰۰/-
- ۱۶ - ویالہ گڑگن ادرگ کی بہتری اور پتھر نیلی
 دیواروں کی تعمیر۔
 " ۵۰/۰۰۰/-
- ۱۷ - جاتکوال موضع کنگری میں خان محمد کے ذریعے
 سیلابی نالہ کی تعمیر۔
 " ۲۵/۰۰۰/-
- ۱۸ - قبرستان کے نزدیک درگ میں نالی کی کھدائی
 " ۳۰۰۰۰/-
- ۱۹ - ذور ایسٹوٹ میں نصیب خان کے ذریعے
 سیلابی نالہ کی تعمیر۔
 " ۲۳/۰۰۰/-
- ۲۰ - کاریز گبرا (درگ) کی بہتری کی اسکیم۔
 " ۱۰/۰۰۰/-
- ۲۱ - ویالہ روڈ کی بہتری و پتھر دیواروں
 کی تعمیر

✽ ۲۲۵ مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی -

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے۔
 (الف) کیا یہ درست ہے کہ توبہ کاکڑی اور توبہ اچکزئی کو سال ۱۹۸۳ء میں
 پراجیکٹ ایریا قرار دیا گیا تھا۔
 (ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو سال ۱۹۸۳ء تا جنوری ۱۹۹۰ء
 تک مذکورہ علاقوں میں کتنی رقم خرچ کی گئی ہے، رقوم کا تقسیم کا طریقہ کار کیا تھا
 اور ہے۔

(ج) سال ۱۹۸۳ء تا جنوری ۱۹۹۰ء کے دوران یہ رقوم کن کن اسکیموں پر
 خرچ کی گئی ہیں نیز کیا یہ تمام اسکیمیں اجتماعی نوعیت کی ہیں یا انفرادی طور پر بھی لوگوں
 کو رقوم دی گئی ہیں تمام اسکیموں اور ان پر خرچ شدہ رقوم کی علیحدہ علیحدہ تفصیل
 دی جائے

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات -

جی ہاں! یہ درست ہے کہ سال ۸۳ء تا ۱۹۸۳ء کے دوران توبہ کاکڑی و توبہ اچکزئی

اور برشور کو سپیشل پراجیکٹ ایریا قرار دیا گیا تھا۔
سال ۱۹۸۳ تا ۱۹۹۰ مندرجہ ذیل رقم ملی تھیں اور خرچ کی گئی ہیں۔

سال خرچ شدہ رقم

سال	خرچ شدہ رقم
۱۹۸۳-۸۴	۱۰ لاکھ
۱۹۸۳-۸۵	۵ لاکھ
۱۹۸۵-۸۶	۲۰ لاکھ
۱۹۸۶-۸۷	۲۰ لاکھ
۱۹۸۷-۸۸	۲۸ لاکھ ۵۰ ہزار

پراجیکٹ ایریا میں جتنی ترقیاتی منصوبہ ہوئے ہیں ان کا نشانہ ہی ایک کھین کرتی ہے کھٹی میں مندرجہ ذیل ارکان ہوتے ہیں۔

۱۔ ڈپٹی کمشنر چیئرمین / پراجیکٹ ڈائریکٹر۔

۲۔ چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل پستین ممبر

۳۔ ایم پی اے متعلقہ ممبر

۴۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ اسسٹنٹ پراجیکٹ ڈائریکٹر۔

۵۔ ضلع پشین کے تمام محکموں کے سربراہان ممبر۔

پراجیکٹ ایریا کے تمام ترقیاتی منصوبوں کو کمشنر یا حکومت منظور کرتی ہے اور پراجیکٹ کھٹی کے ذریعے ان منصوبوں پر عمل درآمد ہوتا ہے۔ بلڈوزر ہاور کے جتنے رقوم ہوتے ہیں خرچ کرنے کے لئے مشینری اینڈ میٹریس کے محکمے کو دی جاتی ہے۔ رایت (PERSIAN WHEELS) اجار میں کوئیشن کے ذریعے سپلائی کی جاتی ہے اور بعد میں علاقے کی ضروریات کے مطابق تقسیم کی جاتی

۲۲۔ موسیٰ خیل میں بختیار خان کے ذریعے سیلابی نالہ کی تعمیر۔ ۲۵۰۰۰/- روپے

۲۳۔ گھڑوندی میں میر حیات اللہ خان کے ذریعے سیلابی

نالہ کی کھدائی

۲۴۔ درگ کارنہ کی بہتری۔ ۲۵۱۰۰۰/-

۲۵۔ کنگری میں میوا ولد امان اللہ کے ذریعے سیلابی

نالہ کی کھدائی۔

۲۶۔ ذری میں غلام قادر کے ذریعے سیلابی نالہ کی کھدائی۔ ۲۰۱۰۰۰/-

۲۷۔ ویالہ بھرہ درگ کی بہتری ۱۵۱۰۰۰/-

۲۸۔ لوگھی پنکا میں محمد صدیق کے ذریعے سیلابی نالہ کی تعمیر۔ ۳۰۱۰۰۰/-

- ۲۹ ر ویا لگٹ حمزہ زئی کی سیدخان محراب خان کے ذریعہ بہتری
 روپے ۳۰/۰۰۰/-
- ۳۰ ر خرو شہ میں شیرخان کے ذریعہ سیلابی نالہ کی تعمیر۔
 ” ۶۵/۰۰۰/-
- ۳۱ ر سرمن کوٹ خان محمد محمد اکبر میں سیلابی نالہ کی تعمیر۔
 ” ۲۰/۰۰۰/-
- ۳۲ ر موسیٰ خیل میں محمد رمضان جعفر کے ذریعہ سیلابی نالہ کی تعمیر۔
 ” ۱۰/۰۰۰/-
- ۳۳ ر انگڑہ میں شیرگل ولد داد زئی کے ذریعہ سیلابی نالہ کی تعمیر۔
 ” ۳۰/۰۰۰/-
- ۳۴ ر درگ میں محمد جمال خان کے کنویں کی کھدائی و ڈیزل
 انجن کی فراہمی۔
- ۳۵ ر موسیٰ خیل سب ڈویژن کیلئے ارہٹوں کی فراہمی۔
 ” ۲۰/۰۰۰/-
- ۳۶ ر راڑہ شہم میں کنویں کی کھدائی بذریعہ سید حیات شاہ
 ولد حیدر شاہ۔
- ۳۷ ر گیدر داغ کٹھری میں آب نوشی کی سکیم۔
 ” ۷۸/۰۰۰/-
- ۳۸ ر مدرسہ مصباح العلوم موسیٰ خیل میں تالاب و غسل خانوں
 کی تعمیر۔
- ۳۹ ر ریجی کراڈ میں پانی پینے کے تالاب کی تعمیر بذریعہ سلطان
 محمد جعفر

- ۳۰۔ مانکوال میں ملک نور محمد کے ذریعے پانی پینے کے تالاب کی تعمیر۔ ۳۵/۰۰۰/- روپے
- ۳۱۔ گمسر الہشت ششم میں پانی پینے کے تالاب کی تعمیر۔ ۴۵/۰۰۰/-
- ۳۲۔ توئے ساہلقہ میں پینے کا پانی ذخیرہ کرنے کے تالاب کی تعمیر۔ ۲۰/۰۰۰/-
- ۳۳۔ چوٹی میں ملائذ خان کے ذریعے پینے کا پانی کو ذخیرہ کرنے کے تالاب اور حفاظتی دیوار کی تعمیر۔ ۳۰/۰۰۰/-
- ۳۴۔ کارکانہ میں رحمت اللہ کے ذریعے پینے کے پانی کیلئے کنویں کی کھدائی۔ ۱۰/۰۰۰/-
- ۳۵۔ تنگی سے بڑ کوہی تک سڑک کی تعمیر۔ ۳۰/۰۰۰/-
- ۳۶۔ تنگی سے ذرنی تک سڑک کی تعمیر۔ ۳۰/۰۰۰/-
- ۳۷۔ چنہ کھڈی سے ٹاپ تک سڑک کی تعمیر۔ ۳۲/۰۰۰/-
- ۳۸۔ موسیٰ خیل بازار سے مغل آباد تک پتھری سڑک کی تعمیر۔ ۴۰/۰۰۰/-
- ۳۹۔ راڑہ شہم میں گلیوں و نالیوں کی تعمیر۔ ۲۰/۰۰۰/-
- ۴۰۔ کنگری میں سڑک کے کناروں پر نالیوں کی تعمیر۔ ۱۵/۰۰۰/-
- ہنگامی حالات میں ترقی کے لئے مختص رقم۔ ۱۰۰/۰۰۰/-
- ناکہانی ضروریات کے تحت اسکیموں کیلئے مختص رقم۔ ۱۰۰/۰۰۰/-

پراجیکٹ ڈائریکٹر کیلئے گاڑی کی خرید
کے لئے نصف رقم۔
۱۴۱۰۰۰/- روپے
کل ٹوٹل
۲۰/۰۰/۰۰۰/-

تقسیم

۱	درگ میں ہائی سکول میں تین اضافی کمروں کی تعمیر۔	ایک لاکھ ۸۰ ہزار
۲	ناٹھ میں پرائمری سکول میں ایک کمرے کی اضافی تعمیر۔	۶۰ ہزار
۳	کوٹ خان محمد میں	۶۰ ہزار
۴	کلی محمد صدیقی میں	۶۰ ہزار
۵	گلی زم توڑے گنڈی میں	۶۰ ہزار
۶	کیاران میں	۶۰ ہزار
۷	کلی شیر محمد میں	۶۰ ہزار
۸	لوخی میں	۶۰ ہزار
	میزان	۶ لاکھ روپے

فراہمی آب

۵۰ ہزار	۹	راشام میں فراہمی آب کا منصوبہ -
۵۰ ہزار	۱۰	اینڈرپور میں " " " " -
۸۰ ہزار	۱۱	کننگری سوری میں سٹوریج ٹینک کا منصوبہ -
۵۰ ہزار	۱۲	نخیل میں " " " " -
۵۰ ہزار	۱۳	کلی ملک ذرین میں فراہمی آب کا منصوبہ -
۵۰ ہزار	۱۴	گاٹ سورتنگی میں " " " " -
۵۰ ہزار	۱۵	پیرکان شاہ زیارت " " " " -
۵۰ ہزار	۱۶	کلی ایم غفار میں کنویں پر ڈیزل انجن کی تنصیب
۵۰ ہزار	۱۷	زیارت ننگہ میں فراہمی آب کا منصوبہ -
۲۵ ہزار	۱۸	تنگہ ڈف میں سٹوریج ٹینک کا منصوبہ -
۲۵ ہزار	۱۹	راشام میں پینے کے پانی کے لئے کھدائی -

میدان -

۵ لاکھ ۳۰ ہزار

میزان

۲۰ لاکھ

- ۱ - بکھوری میں پرائمری سکول کی تعمیر - ۲ لاکھ روپے
- ۲ - کلی حیات شاہ دشام میں پرائمری سکول کی تعمیر - ۲ " "
- ۳ - مدرسہ ناظم العلوم میں " " " - ۲ " "
- ۴ - پرام زئی (عمردین) میں پرائمری سکول میں اضافی کمرہ کی تعمیر - ۱ " "
- ۵ - کلی مولوی فیض الحق اسوت میں سول ڈسپنسری کی تعمیر - ۳ " "
- ۶ - بکھوری میں سول ڈسپنسری کی تعمیر - ۳ " "
- ۷ - گار گوجی میں " " " - ۲ " "
- ۸ - موسیٰ خیل بازار میں اینٹوں سے نالیوں کے فریشس کی تعمیر - ۳ " "
- ۹ - مستحق زمینداروں میں بلڈوزر ہادر کی فراہمی - ۱ " "
- ہیں باقی جو ترقیاتی پروگرام مثلاً تعمیر تالاب و کنویں وغیرہ پراجیکٹ کمیٹی کے

میزان ۹ ۱۰ لاکھ ۱۰ لاکھ

۱۹۸۴، ۸۵

۱	مشینری اور ٹینس ڈیپارٹمنٹ		
۹۹	کے ذریعے ڈوزر کام۔	۸ لاکھ ۹۸ ہزار ۱۹۵۰	۸ لاکھ ۹۸ ہزار ۹۵۰
۲	پراجیکٹ کھیٹ کے ذریعے آبپاشی		
۱۱	کی سکیموں پر عمل درآمد	۳ لاکھ ۶ ہزار ۵۰	۳ لاکھ ۶ ہزار ۵۰
۳	تعمیری حفاظت بندات	۱ لاکھ ۲۳ ہزار	۱ لاکھ ۲۳ ہزار
۴	ریٹرو اور ڈوسر مکانی فنڈ	۱ لاکھ ۵۵ ہزار	۱ لاکھ ۵۵ ہزار
	میزان -	۱۲ لاکھ	۱۵ لاکھ

۱۹۸۵، ۸۶

۱	مشینری اور ٹینس ڈیپارٹمنٹ		
۲۸	کے ذریعے ذراعت کی اسکیموں پر عمل درآمد۔	۷ لاکھ ۶۴ ہزار	۷ لاکھ ۶۴ ہزار

۴	آبپاشی کی اسکیمیں	۷۷	۷ لاکھ ۵۶ ہزار	۷ لاکھ ۵۶ ہزار
۳	فراہمی گاڑی	۱	۲ لاکھ ۸۰ ہزار	۲ لاکھ ۸۰ ہزار
۴	امکانی فنڈ	۱	۱ لاکھ	۱ لاکھ
۵	ریزرو فنڈ	۱۴	۱ لاکھ	۱ لاکھ
	میزان	۱۷۵	۲۰ لاکھ	۲۰ لاکھ

۱۹۸۶-۸۷

۱	آبپاشی کی اسکیمیں	۵۹	۱۰ لاکھ ۲ ہزار	۱۰ لاکھ ۲ ہزار
۲	زراعت	۱۲	۷ لاکھ ۹۸ ہزار	۷ لاکھ ۹۸ ہزار
۳	امکانی فنڈ	۱	۱ لاکھ	۱ لاکھ
۴	ریزرو فنڈ	۶	۱ لاکھ	۱ لاکھ
	میزان	۷۸	۲۰ لاکھ	۲۰ لاکھ

۱۹۸۷-۸۸

۱	یونین کو نسل بہارت کاثرہ دیالہ باغ اور جیلگی میں ڈوڑر باور کی فراہمی	۴	۱۲ لاکھ ۲۲ ہزار	۱۲ لاکھ ۲۲ ہزار
۲	آبپاشی کی اسکیمیں	۵۷	۱۱ لاکھ ۶۵ ہزار	۱۱ لاکھ ۶۵ ہزار

۳	۶۵	۶۵	۱	۳	۳
	۶۵	۶۵	۱	۳	۳
	۶۵	۶۵	۱	۳	۳
	۶۵	۶۵	۱	۳	۳
	۶۵	۶۵	۱	۳	۳
	۶۵	۶۵	۱	۳	۳
	۶۵	۶۵	۱	۳	۳
	۶۵	۶۵	۱	۳	۳
	۶۵	۶۵	۱	۳	۳
	۶۵	۶۵	۱	۳	۳

بلڈوزر اور ہٹ (PERSIAN WHEEL) کی سکیمیں انفرادی نوعیت کی ہیں جب کہ باقی اسکیمیں اجتماعی نوعیت کی بتائی گئی ہیں۔

سوال نمبر ۲۲۳ اور ۲۲۵ دونوں پر ضمنی سوال کروں گا۔

مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی :-

جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ موسیٰ خیل اور توبہ کاٹری و اچکزئی کے اسپیشل پراجیکٹ فنڈز کی تقسیم اور اس کے طریقہ کار میں جو غلطیاں تھیں اس سلسلہ میں وزیر موصوف کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا کہ اس سے ہم مطمئن نہیں ہیں۔ یہ پراجیکٹ بڑے غلط طریقہ سے ایمپلیمینٹ (Implementation) کیا گیا ہے میری اس سلسلہ میں یہ گزارش ہے کہ انکوائری وزیر موصوف اس پر صحیح طریقہ کریں۔ اور یہ بتلایا جائے کہ یہ فنڈز کس طریقے سے خرچ کئے گئے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اس پراجیکٹ میں یہ قباحت نظر آرہی ہے کہ بلوچستان میں اس کے مختلف علاقوں میں مختلف پراجیکٹ دیئے ہیں جنہیں اسپیشل

پروڈیکٹ کہا جاتا ہے۔ تقریباً ہر سال اس کیلئے بیس لاکھ روپے دیئے جاتے ہیں۔
اس کے تقریباً دس ایریا ہیں۔

جناب اسپیکر:- عبد الحمید خان اچکزئی صاحب آپ اپنے ضمنی سوال کو مختصر کریں۔

مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی:- جناب والا! پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہم اسکے طریقہ کار سے مطمئن نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں کس انکوائری کا انتظام کیا جائے۔ جناب یہ پچھلی حکومتوں کے پروڈیکٹ ہیں اس حکومت سے متعلق نہیں ہیں یہ ۸۲-۸۳-۸۴ ع کے پروڈیکٹ ہیں۔ اس پر انکوائری کروانی بڑی ضروری ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور:- جناب والا! ممبر موصوف ضمنی سوال کریں یہ میری الذمہ سے درخواست ہوگی۔ اور اگر انہوں نے تجویز دینا ہے تو قرارداد کی صورت میں لے آئیں۔

مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی:- جناب اسپیکر صاحب سوال تو میرا ہی بنتا ہے۔

جناب اس پراجیکٹ میں بڑی خورد برد ہوئی ہے، فنڈز صحیح طریقے سے استعمال نہیں کئے گئے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ اس پر تحقیقات ہو رہی ہے یا نہیں۔ یہ میرا سوال ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ۱۔ جناب والا! ممبر موصوف فرمایا ہے کہ خورد برد ہوئی ہے وہ اس بارے میں نشاندہی کرادیں کہ کہاں کہاں خورد برد ہوئی ہے۔ ہم اس پر تحقیقات کرائیں گے۔

مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی ۱۔ جناب والا! اس کی نشاندہی میں اس طرح سے کروں گا کہ توبہ کاٹری و اچکزئی اور موسیٰ خیل میں جو پراجیکٹ ایریا ہیں وہاں پر یہ پیسے صحیح طریقے سے خرچ نہیں ہوئے ہیں۔ ان تین علاقوں میں وزیر موصوف انکو آری کا انتظام کریں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ۱۔ جناب والا! انہوں نے فرمایا کہ توبہ اچکزئی اور توبہ کاٹری اور موسیٰ خیل میں خورد برد ہو ہے میں ممبر صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ کون سی جگہ اور کون سی اسکیم میں خورد برد ہو ہے تاکہ ہم

تحقیقات کر لیں۔

عبد الحمید خان اچکزئی؛۔ یہ معلومات ہم فراہم کریں گے۔

جناب اسپیکر؛۔ کوئی اور ضمنی سوال؟

مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی؛۔ جناب والا! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ

ان پراجیکٹس میں وزیر موصوف بتائیں گے کہ وجہ کیا ہے کہ کبھی ڈی سی کو پراجیکٹ ڈائریکٹر بنایا جاتا ہے۔ اور کبھی ایم پی اے کو۔ مختلف علاقوں میں مختلف طریقہ کار ہیں ان پراجیکٹ کو چلانے کے لئے مختلف طریقہ کار کیوں ہیں آخر اس میں حکومت پالیسی میں یکسانیت کیوں نہیں ہے۔ اس وجہ سے پراجیکٹس صحیح طریقے سے نہیں چل رہے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ حکومت کی پالیسی میں کوئی یکسانیت نہیں ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات؛۔ جناب والا! پچھلی حکومت میں ہمارے

قائد ایوان مرحوم جام صاحب نے عصمت اللہ خان کو موسیٰ خیل کے لئے پراجیکٹ

ڈائریکٹر بنایا تھا۔ موجودہ حکومت نے ڈی سی کو پراجیکٹ ڈائریکٹر بنایا ہے۔ اب تو کوئی شکایت نہیں ہے۔

مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی :- جناب والا! میرا ایک اور ضمنی سوال رہ گیا ہے

اگر صفحہ بیس پر وزیر موصوف غور فرمائیں گے اس میں خرچ کرنے والے آئٹم میں لکھا ہے مثلاً فراہمی گاڑی امکانی فنڈ ایک لاکھ روپے رکھے گئے ہیں آخر ان فنڈز کو جو بتایا گیا ہے یہ ریزرو فنڈز کس چیز پر خرچ ہوئے؟ فنڈ تو دئے گئے ہیں مگر ان کا خرچ نہیں بتلایا گیا ہے اس سلسلے میں کچھ وزیر صاحب بتائیں گے۔؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات :- جناب والا! اس خرچ کی تفصیل میں میر

صاحب کو بعد میں دوں گا۔ اس وقت میرے پاس نہیں ہے۔

جناب اسپیکر :- اگلا سوال۔

ب۔ ۲۴۰۔ مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی۔

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔
 بین الاقوامی امدادی اداروں کی امداد سے صوبہ میں کل کتنے منصوبے
 چل رہے ہیں۔ انکا تخمینہ اخراجات کس قدر ہے۔ نیز یہ منصوبے کن ترجیحات کی
 بنیاد پر بنائے گئے ہیں۔ ضلع وار تفصیل دی جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:-

بین الاقوامی امدادی اور قرضہ دینے والے اداروں کے تعاون سے صوبہ
 بلوچستان میں کل ۲۲ منصوبے زیر عمل ہیں جن پر کام جاری ہے ان پر کل اخراجات
 کا تخمینہ ۱۰۲۱۳ روپے ملین ہے۔ جہاں تک ان منصوبوں کی ترجیحات کا سوال
 تعلق ہے اسکے لئے خاص طریقہ کار موجود نہیں ہے۔ مرکزی حکومت ہر صوبہ
 کو ان کی ضروریات کے مطابق اپنے محدود وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے منصوبوں
 کی نشاندہی کے لئے کہتی ہے اور ہر صوبہ امدادی یا قرضہ دینے والے اداروں کے
 ترجیحات کو سامنے رکھ اپنے بنائے ہوئے منصوبے مرکزی حکومت کے
 منظوری کے لئے روانہ کرتی ہے۔ مرکزی حکومت کا اقتصادی امور کا ڈویژن
 ان منصوبوں کی چھان بین کے بعد اس امدادی یا قرضہ دینے والے ادارے کے

ساتھ معاہدہ کرتی ہے ان تمام معاملات میں صوبائی حکومت کا عمل دخل نہ ہونے کے برابر ہے اس وقت مختلف اداروں کی جانب سے جو منصوبے صوبہ بلوچستان میں زیر عمل ہیں انکی تفصیل درج ذیل ہے۔

- ۱۔ بلوچستان مائینز اریگیشن ڈولپمنٹ پروجیکٹ ۷۹۰ ملین روپے
- ۲۔ شمال اریگیشن سکیم ۴۶۰ ملین روپے
- ۳۔ شمال اریگیشن سکیم حصہ دو ۰۵۶
- ۴۔ زرعی توسیع اور اڈا پڑتھتیقاتی پروجیکٹ ۱۶۱
- ۵۔ بلوچستان مر بوددی ہی ترقیاتی پروگرام ۰۷۴۰
- ۶۔ بلوچستان علاقائی ترقیاتی منصوبہ (مکران) ۰۶۱۷
- ۷۔ سبئی رکھنی روڈ ۰۷۴۲
- ۸۔ پسنی پاور پلانٹ ۱۲۳۸
- ۹۔ کوئٹہ سیوریج اور صفائی کا منصوبہ ۰۳۱۱
- ۱۰۔ کوئٹہ واٹر سپلائی سکیم ۰۳۳۷
- ۱۱۔ پاک جرمز اپنی مذاپ سکیم ۰۰۳۳
- ۱۲۔ پٹ فیڈر پائلٹ پروجیکٹ ۰۱۰۳

۳۲۰۰ ملین روپے .	۱۳ - پٹ قیڈر توسیع سکیم
۰۲۶۰	۱۲ - سڑکیں بنانے کیلئے مشینری
۰۰۵۷	۱۵ - دیہی سڑکیں
۰۱۳۲	۱۶ - فارم مینجمنٹ پروجیکٹ
۰۲۱۷	۱۷ - ہیلتھ پروجیکٹ
۰۲۹۲	۱۸ - پرائمری ایجوکیشن پروجیکٹ
۰۰۹۷	۱۹ - کمانڈو اٹر مینجمنٹ پروجیکٹ
۰۳۳۷	۲۰ - بجالی نظام آبپاشی پروجیکٹ
۰۰۱۹	۲۱ - وبائی امراض کا تدارک کا پروگرام
۰۰۶۳	۲۲ - سائنس ایجوکیشن پروجیکٹ

مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی - ضمنی سوال! جناب والا! بعض اوقات

سوال لمبے ہو جاتے ہیں کیونکہ سوالات کی وضاحت کرنا پڑتی ہے۔ مذکورہ منصوبوں کی ترجیحات کا طریقہ کار کیوں موجود نہیں ہے یہ بات وزیر موصوف کے جواب میں موجود ہے کہ ترجیحات مرکزی حکومت کا اقتصادی ڈویژن چھان بین کے بعد کرتا ہے

اور وہ بلوچستان کے مختلف پراجیکٹس کے لئے کرتا ہے اور انہوں نے کہا کہ بلوچستان میں ترجیحات کا کوئی طریقہ موجود نہیں ہے اور اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ پشتون ایریا میں کوئی قابل ذکر پراجیکٹ نہیں ہے اور آئندہ کے لئے بھی کوئی واضح لائحہ عمل موجود نہیں ہے۔ وزیر صاحب کو پتہ ہو گا کہ ان ترجیحات کا تعین سیاسی بنیاد پر ہوتا ہے اور بلوچستان میں ہوتا رہتا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا جس کی وجہ سے یقینی طور پر پشتون علاقوں کی حق تلفی ہو رہی ہے۔ اس کے برعکس بلوچ علاقوں میں بڑے بڑے پراجیکٹس موجود ہیں مثلاً بلوچستان علاقائی ترقیاتی منصوبہ، مکران پسنی پاور پلانٹ پٹ فیڈر پراجیکٹ، پٹ فیڈر توسیعی پراجیکٹ وغیرہ سینکڑوں پراجیکٹ۔ تو میں وزیر صاحب سے یہ دریافت کروں گا اور وہ خود اس چیز کو تسلیم بھی کر رہے ہیں کہ اس کے لئے کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔ اگر کوئی ترجیحات کے سلسلے میں کوئی طریقہ کار موجود نہیں ہو گا تو بلوچستان میں آئندہ بھی جتنے بڑے پراجیکٹ کی نشاندہی ہو گی وہ انہی اصولوں پر ہو گی اور ہمیشہ پشتون علاقوں کی حق تلفی ہوتی رہے گی مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ پشتون علاقوں کے جو ہمارے نمائندہ بیٹھے ہوئے ہیں یا تو ان کو اعتماد میں نہیں لیا گیا ہے یا انکی رائے نہیں لی گئی ہے کہ یہ ترجیحات کس طرح سے مقرر کی جاتی ہیں اور اس کے علاوہ جناب اسپیکر یہ بات بڑی اہم ہے کہ آئندہ جو اسے ڈی پلاننگ

اس کے لئے عوام کے نمائندوں کو اعتماد میں لیا گیا ہے یا نہیں؟ - پھر یہ کہا جائے گا کہ یہ ٹیکنیکل بنیادوں پر ہوتا ہے۔ محکمہ نے سفارش کی ہے یا اسمبلی نے پاس کیا ہے اب جب کہ ترجیحات کے لئے کوئی طریقہ کار نہیں ہے تو یہ عوام کے نمائندوں کو اعتماد میں نہ لینے کا وجہ کیا ہے۔ اور آبادی کے نصف علاقے محروم ہو چکے ہیں اس کا وجہ کیا ہے۔ وزیر صاحب کیا فرمائیں گے۔؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات - جناب والا! اتنا لمبا ضمنی سوال انہوں نے

کیا ہے مجھے سمجھ بھی نہیں آیا۔ بہر حال جیسا کہ معزز ممبر صاحب نے فرمایا کہ پشتونوں کی حق تلفی ہوئی ہے۔ ایسی بات نہیں ہے جو اب میں آپ دیکھیں گے۔ یہاں کسی ایسے منصوبوں کا ذکر ہے جو سارے بلوچستان کے لئے بنے جیسے بلوچستان مائینز اریگیشن پراجیکٹس۔ شمال ایریگیشن اسکیم یہ سارے صوبے کے لئے ہیں۔ بلوچستان مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام اپنے جو سینٹرک اور پٹ فیڈر کا ذکر کیا ہے۔ یہ فیڈرل پراجیکٹ ہیں اس سے صوبے کا کوئی تعلق نہیں ہے اور پی ایمنڈ ڈیپارٹمنٹ کے مشترک پراجیکٹ ہیں صرف بلوچ علاقوں کے لئے نہیں ہے۔

مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی - جناب والا! یہ وضاحت کافی نہیں ہے اور

اس سلسلے میں میں یہ عرض کرتا ہوں ان اسکیمات کو تو میں بھی دیکھ چکا ہوں اور پڑھ چکا ہوں کہ بعض پراجیکٹ سارے بلوچستان کے لئے مشترک ہیں یہاں سپیشل پراجیکٹس کی بات ہے سینڈک پراجیکٹ - گوادر پسنی فش اربریا کئی دو سمری بڑے پراجیکٹ کے مقابلے میں ان علاقوں کے لئے بھی کوئی اسکیم لائی جاسکے۔ فیڈرل گورنمنٹ تو کوئی منصوبے نہیں بناتی ہے یہ تو صوبائی حکومت بناتی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ صوبائی حکومت سے کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ بھی بلوچستان حکومت کے فیصلہ کی رو سے اسکیمات مختص کرتی ہے اور فنڈز الٹ کئے جاتے ہیں۔ فیڈرل گورنمنٹ جو ہے وہ بھی صوبائی حکومت سے پوچھتی ہے مگر پراجیکٹ کی نشاندہی تو حکومت بلوچستان کی طرف ہوتی ہے اور بلوچستان کے پشتون علاقوں کے نمائندے جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں کیا ان سے صلاح و مشورہ کیا گیا ہے ہم سے پوچھا گیا ہے کہ آیا پشتون علاقوں میں کوئی اہم پراجیکٹ ہے جس کی ہم نشاندہی کریں اور اور فیڈرل گورنمنٹ کو بھیجیں۔

جناب اسپیکر - یہ تو آپ کا کام ہے آپ منصوبے بھیجیں۔ اس کیلئے وہ خود

فرما رہے ہیں کہ منصوبوں کی ترجیحات کا کوئی طریقہ کار نہیں ہے آپ اسکیٹات بھیجیں وہ غور کریں گے۔

مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی۔

جناب والا! جب وہ خود فرما رہے ہیں کہ ترجیحات کا کوئی طریقہ کار موجود نہیں ہے۔ گورنمنٹ ہم سے پوچھے تو ہم بتادیں کہ یہ پراجیکٹ ہے اور اس کے لئے یہ طریقہ کار ہو سکتا ہے۔ ساری بات تو یہاں طریقہ کار کی ہے میرے خیال میں طریقہ کار ہی بنیادی نکتہ ہے وہ خود طریقہ کار وضع کریں۔ ہم سے کہیں تو ہم تجویز دیں۔ پہلے وہ پوچھیں شامل کریں۔

جناب اسپیکر۔ میر ظفر اللہ جمالی۔ ضمنی سوال کرتا چاہتے ہیں؟

میر ظفر اللہ جمالی۔ (ضمنی سوال) جناب والا! میرا پوائنٹ آف انکاریشن ہے۔

میں ایک چیز کی وضاحت کرتا چاہتا ہوں اگرچہ ہمارا کہنا ہے سود ہو جائے گا۔ گزارش یہ ہے کہ پہلے یہ تیز کیا جائے کہ فیڈرل پراجیکٹ اور پراونشل پراجیکٹ کیسا ہیں۔ ان میں کیا فرق ہے۔

میں وفاقی حکومت کے پراجیکٹ کے میں پر عرض کرونگا اس کا منصوبہ وفاقی حکومت کے نمائندے تیار کرتے ہیں کہ کونسا پراجیکٹ فیڈرل ہے کیوں کہ نہ تو ہمارے صوبہ کا پیسہ ہوتا ہے اور نہ ہمارا کوئی عمل دخل ہوتا ہے۔ فیڈرل پراجیکٹ تیار کرنے کے لئے اسلام آباد سے لوگ آتے ہیں۔ فیڈرل پراجیکٹ اور پروانشل پراجیکٹ میں فرق ضرور ہے۔ میں اس لئے عرض کر رہا تھا کہ پٹ فیڈرل کا ذکر آیا جس علاقے سے میرا تعلق ہے اور اس کے علاوہ سیدک کا ذکر آیا کیونکہ خوش قسمتی سے وہ بھی بلوچ علاقے میں ہے ایک چیز وہاں میں رکھنی چاہیے۔ پشتون ایریا ہو چاہئے بلوچ ایریا۔ اصل بحث نہیں ہے۔ یہ بلوچستان ہے چاہے پشتون ایریا ہو یا بلوچ ایریا۔ میں ممبران صاحبان سے گزارش کروں گا کہ برائے مہربانی اس چیز پر بحث کرنے سے گریز کریں۔ یہ اسمبلی فورم ہے۔ ہم سب بھائی ہیں چاہے پختون علاقہ ہو چاہے بلوچ ایریا ہو۔

جناب اسپیکر!۔ عبدالحمید خان اچکزئی۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی!۔ جناب والا! میں معزز ممبر مرزا ظفر اللہ جمالی صاحب سے اختلاف رکھتا ہوں کہ یہ پراجیکٹ وہاں سے مخصوص ہو کر آتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا ہے۔

بلوچستان حکومت اپنے مخصوص علاقوں میں مخصوص پراجیکٹ کی نشاندہی کرتی ہے اس کے بعد فیڈرل گورنمنٹ کے لوگ آتے ہیں فیڈرل اسٹڈی کا ہوتی ہے اور مختلف مالی پہلوؤں کو دیکھا جاتا ہے اور اس کے بعد خواہ مرکز اس کے لئے پیسے دے یا باہر کے کسی مالیاتی ادارے سے پیسے لے کر دے۔ مگر یہ بات غلط ہے کہ اس کی نشاندہی مرکزی حکومت کرتی ہے میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ہوں نشاندہی بلوچستان سے ہوتی ہے۔ اور اعتراض اپنا جگہ پہنچے کہ پشتون علاقوں میں بڑا اسکیمات کیوں نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر!۔ وزیر قانون۔

سعید احمد ہاشمی وزیر قانون و پارلیمانی امور!۔ جناب والا! کیا سوالات

ختم ہو گئے ہیں یہ تو تقاریر ہو رہی ہیں؟

جناب اسپیکر!۔ اپکنٹی صاحب سوال کریں آپ تو تقریر کر رہے ہیں۔

مسٹر عبد الحمید خان اپکنٹی!۔ جناب والا! وضاحت تو کرنا پڑتی ہے سوال

میرا بنیادی نقطہ یہ ہے کہ بلوچستان میں ترجیحات کا تعین کرنے کے لئے کیا طریقہ کار ہے وزیر موصوف یہ ہمیں بتلائیں گے کہ پراجیکٹس چھوٹے ہوں یا بڑے ان کے لئے طریقہ کار کیا ہوتا ہے۔ اور ترجیحات مقرر کرنے کیلئے کیا طریقہ کار موجود ہے۔ کیا ممبران سے مشورہ لیا جاتا ہے یا نہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات :- جناب والا! یہ جو اسکیمیں آپ دیکھ بھی

رہے ہیں اور پڑھ بھی رہے ہیں آپ نے جو ضمنی سوال پوچھا ہے کہ ترجیحات کیا ہیں۔ جہاں تک صوبائی اے ڈی پی کا تعلق ہے اس میں سب کی ترجیحات لی جاتی ہیں۔ اور فیڈرل کے منصوبوں کی بات ہے اس میں ممبران کی نہ ترجیحات لی جاتی ہیں اور نہ پہلے لی گئی ہیں۔

مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی :- جب ایک معاملہ ایسا ہے تو علاقے کے لوگوں

سے نہ پوچھا جائے۔ کیا مرکز کے لوگوں کو زیادہ واقفیت ہے؟ یہاں کے علاقے کے لوگ ایم پی اے یا دیگر افراد اپنے علاقے کے متعلق بتا سکتے ہیں۔ اس کے لئے علاقے کے لوگوں سے صلاح و مشورہ نہ لینے کی کیا وجہ ہے۔ یہی سارا نکتہ ہے اسی میں ساری دھانڈکی ہوتی ہے اور ترجیحات کے لئے جب تک طریقہ کار وضع نہ کیا جائے تو اس سے بعض علاقے

محروم رہیں گے اس میں بلوچستان کے نمائندوں کو شریک کیوں کیا جاتا ہے؟
 جناب والا! ایسا کیوں ہے کہ صوبائی اسمبلی کے نمائندوں سے ان کے علاقے کے بارے
 میں پوچھا نہیں جاتا ہے۔ مثلاً ظفر اللہ خان جمالی سے اگر ان کے علاقہ پٹ فیڈر کے متعلق پوچھا
 نہ جائے تو وہ کیا محسوس کریں گے؟ کیا مرکز کے لوگوں کو یا بلوچستان کے دوسرے علاقے لوگوں کو
 ان کے مقابلے میں زیادہ واقفیت ہے؟ آخر اس پر صلاح و مشورہ نہ لینے کی وجہ کیا ہے؟
 یہی نکتہ ہے اس میں ساری دھاندلی ہوتی ہے۔ انہی ترجیحات فکس کرنے میں۔ جب
 تک اس کا طریقہ کار واضح نہ کیا جائے اور یہ بات صاف نہ کی جائے کہ بلوچستان میں خواہ
 وہ چھوٹے پراجیکٹس ہوں یا بڑے بڑے پراجیکٹس ہوں عوامی نمائندوں کو اس جمہوری
 دور میں آخر شریک کیوں نہیں کیا جاتا؟

جناب اسپیکر ۱۔ میں ایک بات کی وضاحت کروں گا کہ جیسے میرا فی ڈیم کی اسکیم
 ہے جو میرے علاقے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس بارے میں مجھ سے آج تک کبھی پوچھا نہیں گیا
 اور نہ ہی ہم نے تجویز دی۔ لیکن لوگوں کا یہ سالہا سال سے مطالبہ چلا آ رہا ہے۔ کہ اس
 علاقہ میں جو ندی بہ رہی ہے اس پر اس ڈیم کی فیزیبیلٹی (Feasibility) رپورٹ بنتی ہے۔
 دوسرے پراجیکٹس کوئی میٹریل موجود ہو۔ جیسے اپنے سینک پراجیکٹ کا ذکر

کیا ہے۔ لہذا پراجیکٹ کے لئے ضروری ہے کہ وہاں پر میٹرل موجود ہو۔ اس کی فیزابیلٹی رپورٹ Feasibility Report ہو تو اس پر اسکیم بنتی ہیں۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی:

جناب اسپیکر صاحب میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں

آتی ہے کہ عوامی نمائندوں کی موجودگی میں لوگوں کا اور سنٹرل گورنمنٹ کا ڈائریکٹ رابطہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپچی موجودگی میں لوگ آپ کے توسط سے فیڈرل گورنمنٹ کو یہ منصوبہ پہنچائیں گے۔ یا پھر ان کا ڈائریکٹ سنٹرل گورنمنٹ سے کوئی لینک ملتا ہے یہ بات تو بالکل صاف ہے۔ آپ اس بات کی وضاحت کریں کہ لوگوں کا اور فیڈرل گورنمنٹ کے درمیان کیسے رابطہ ہے۔ ہم جو یہاں عوامی نمائندہ ہیں یہ رابطہ ہمارے توسط سے فیڈرل گورنمنٹ سے بن سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کیا طریقہ کار ہو سکتا ہے۔ اور وہ کہیں گے کہ یہاں پر اس پراجیکٹ کی ضرورت ہے اس بات کی وضاحت میں پھر بھی چاہوں گا یہ ترجیحات مقرر کرنے کے لئے کیا طریقہ کار ہے۔ اب مثلاً اگلے سال کے لئے اے ڈی پی بن رہا ہے۔ عوامی نمائندوں سے اور کم سے کم مجھ سے نہیں پوچھا گیا باقی کا مجھے پتہ نہیں ہے اور یہ مجھ سے نہیں پوچھا گیا کہ میرے حلقہ انتخاب میں کیا ترجیحات ہوں گی۔ کون سے پراجیکٹ چاہیے کن پراجیکٹس کو ترجیح دی جائے کن پراجیکٹس کو لینا چاہیے اور کن پراجیکٹس کو نظر انداز کیا جائے

اس سلسلہ میں ابھی تک صوبائی حکومت نے کم از کم میرے حلقہ میں تو کوئی کارروائی نہیں
کئی ہے۔ اور نہ ہی پوچھا ہے کہ آئندہ سال کے اے ڈی پی کیلئے طریقہ کار کیا ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات :- جناب اسپیکر! پہلے تو ہم چل رہے تھے فیڈرل

پراجیکٹ پر اب پہنچ گئے پرو نیشنل اے ڈی پی پر۔ جہاں تک پرو نیشنل اے ڈی پی
کا سوال ہے اس کے لئے تمام ممبران کو خط لکھ رہے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی ترجیحات دیں
جہاں تک ان پراجیکٹ کا تعلق ہے یعنی فیڈرل پراجیکٹ اور پرو نیشنل گورنمنٹ کا دائرہ کار
ہے۔ یہ فیڈرل گورنمنٹ کی مرضی پر ہیں۔ اگر ممبر صاحب کی کوئی ایسی اسکیم ہے جو فیڈرل گورنمنٹ
کو بھیجی جائے تو اسے جانا چاہیے وہ ہمیں بتادیں ہم اسے فیڈرل گورنمنٹ کو Recd
ممنند ریکنڈ کریں گے۔

مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی :- جناب اسپیکر! معاملہ حاف تو نہیں ہوا ہے۔

یہ معاملہ بڑا پیڑھا ہے منصوبہ بندی کے لئے اور میرے خیال میں یہ بڑا بنیادی نقطہ ہے
اگر وزیر موصوف کے پاس اس وقت جواب نہیں ہے تو بعد میں وضاحت کریں۔ میں تو
اس بات پر حیران ہوں کہ اس وقت ایوان میں ہمارے دوسرے نمائندے بھی موجود ہیں

وہ اس بات کی خواہش بھی نہیں کر رہے ہیں۔ کہ وہ یہ پتہ کریں کہ ترجیحات کس طریقے سے
 عکس ہوتی ہیں۔ اور یہاں سے ہی سارے بلوچستان کی *development* ڈویلپمنٹ
 کی گڑبڑ ہوتی ہے۔ دوسرے نمائندے جو دلچسپی نہیں لے رہے ہیں تو میں کیا کہوں؟

میر ظفر اللہ خان جمالی :-

جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں نے پہلے بھی
 گزارش کی ہے کہ جہاں تک صوبائی اسمبلی کے ممبر کا تعلق ہے وہ اپنے صوبائی جٹ کیلئے
 صوبائی اے ڈی پی کے لئے اپنی حکومت کو تبادیل دے سکتے ہیں۔ کہ ان کی ترجیحات کیا ہیں
 اگر جیسا کہ معزز ممبر نے فرمایا ہے۔ کچھ اسکیمیں ایسی ہیں جو کہ مرکز کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں
 اس کا طریقہ کار۔ یہ ہے کہ براہ راست اگر ان کی وہاں تک رسائی ہے تو وہ بے شک چلے
 جائیں تاہم یہ آج کل مشکل معلوم ہوتی ہے۔ تو گزارش یہ ہے کہ وہ اپنی ان اسکیمات کے بارے
 میں وہ اپنی پروانشل گورنمنٹ کو لکھتے ہیں ان سے ڈسکس کرتے ہیں۔ اور پروانشل گورنمنٹ
 کے ذریعہ جو اینگزیکٹو صوبے کا ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں وہ ہی مجاز ہیں۔ اور صوبائی
 حکومت مجاز ہے۔ وہ صوبائی حکومت کے ذریعے اور ان کے توسط سے اپنی ترجیحات
 اسکیمات مرکز کو بھیج سکتے ہیں۔ مگر اس میں فیڈرل گورنمنٹ اور پروانشل گورنمنٹ ہوگا
 اگرچہ ہر ایم پی اے کو یہ چھوٹ ہے کہ وہ مرکز کے ہر کام میں مداخلت کرتے رہیں تو نہ

مرکز چلے گا اور نہ صوبے چلیں گے۔ یہ ہے طریقہ کار اور عبدالحمید خان صاحب بہت ہی پرانے گورنمنٹ سرونٹ بھی رہے ہیں بڑے تجربہ کار ہیں میری عمر شاید اتنی ہے جتنی ان کی گورنمنٹ سروس وہ تو ہماری اس بار سے میں راہ نمائی کریں۔ جناب والا! سرکاری کام اور کسی طریقہ سے کام کیا جاتا ہے۔ یہ ہے وہ طریقہ کار جو میں آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا تھا۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی۔

جناب والا! میں جمالی صاحب کے جواب میں یہ کہوں گا کہ طریقہ کار یہ ہوتا ہے۔ اور ہر جمہوری حکومت میں یہ طریقہ کار ہونا چاہیے اور اگر یہ نہیں ہے تو ایسا ہونا چاہیے۔ آپ عوامی نمائندوں سے پوچھیں اگر آپ کوئی بڑا پراجیکٹ شروع کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں کے عوام کے نمائندوں سے پوچھا جائے پھر اس راتے اس سوچ کو صوبائی حکومت تک اور اس کے بعد مرکز تک پہنچایا جائے۔

جناب اسپیکر۔

یہاں پر طریقہ کار پر بات نہیں ہوتی چاہیے وقت نہیں ہے یہ بات لینی ہو جائے گی۔ اگلا سوال عبدالحمید خان اچکزئی صاحب کا ہے۔

جناب اسپیکر۔

اگلا سوال بھی عبدالحمید اچکزئی صاحب کا ہے۔

۲۴۳۔ مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی۔

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ
 (الف) صوبہ میں مرکزی حکومت کی امداد سے چلنے والی اسکیموں اور مخصوص
 منصوبوں کی تعداد کس قدر ہے۔ نیز سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت رواں
 مالی سال کے دوران ان اسکیموں اور مخصوص منصوبوں پر کتنی رقم خرچ کی جائیگی
 ضلع وار تفصیل دی جائے۔

(ب) مذکورہ رقم کس طریقہ کار کے تحت تقسیم کی گئی ہے، نیز اگر کوئی واضح
 طریقہ کار نہیں تو یہ تقسیم کیسے کی گئی ہے۔

(ج) سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت صوبہ کے اضلاع کے لئے رقوم کن
 ترجیحات کے تحت رکھی گئی ہے، ضلع وار تفصیل دی جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔

سوال ہذا کا جواب دو حصوں پر مشتمل ہے حصہ اول میں مرکزی حکومت
 کی امداد سے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت جو اسکیمیں جاری ہیں انکی تفصیل

دی جاتی ہے اور حصہ دوئم میں صوبہ میں مرکزی حکومت کی امداد سے جو مخصوص منصوبے جاری ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حصہ اول

(الف) سالانہ ترقیاتی پروگراموں کے تحت مرکزی حکومت کی امداد سے رواں مالی سال ۱۹۸۹-۹۰ء کے دوران ۷۵۲ سیکھوں پر مبلغ ایک ارب انہتر کروڑ سترہ لاکھ نوے ہزار روپے کی رقم خرچ کی جائے گی۔ جسکی ضلع وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	ضلع کا نام	مختص شدہ رقم
۱-	کوٹہ	۱۵۰/۱۶۰
۲-	پشین	۳۲/۲۹۳
۳-	چاغی	۲۳/۱۱۷
۴-	لورالائی	۵۷/۱۷۳
۵-	ژوب	۱۷/۷۲۰
۶-	قلعہ سیف اللہ	۱۹/۹۸۶

۲۲/۹۰۲	قلات	- ۷
۲۰/۸۲۵	خضدار	- ۸
۲۲/۳۳۰	خاران	- ۹
۲۸/۵۵۷	سبیلہ	- ۱۰
۲۷/۰۲۳	سبئی	- ۱۱
۲۶/۱۵۹	ڈیرہ بھٹی	- ۱۲
۱۲/۲۰۰	کوٹلو	- ۱۳
۵۳/۲۱۰	زیارت	- ۱۴
۵۲/۵۸۶	حضرت آباد	- ۱۵
۳۶/۹۳	کچی	- ۱۶
۱۲/۲۵۰	تمبو	- ۱۷
۲۹/۲۱۶	تربت	- ۱۸
۲۷/۲۸۹	پنجگور	- ۱۹
۱۹/۰۷۳	گوادر	- ۲۰

صوبائی سطح کی سکیموں کی فوری ترقیاتی پروگرام، پرائمری ٹرل اور ہائی سکولوں

ترجمی بنیاد پر فراہم کی گئی ہے۔

۱۷ وہ منصوبہ جات جنکے قابل عمل ہونے کی رپورٹ اور پی سی و ن تیار ہو چکے ہیں ان کے لئے رقوم فراہم کی جاتی ہیں۔

۱۸ وہ منصوبہ جات جنکے متعلقہ محکمہ جات ٹیکنیکل بنیاد پر سفارش کریں۔ ان کے لئے رقوم فراہم کی جاتی ہیں۔

(ج) سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت صوبہ پر ضلع کے لئے رقوم مندرجہ بالا ترجیحات کے پیش نظر فراہم کی گئی ہیں۔ ضلع وار تفصیل سوال کے جزو الف میں دی گئی ہیں

حصہ دوم

صوبہ میں سرکاری حکومت اور امداد فراہم کرنے والے غیر ملکی اداروں کے تعاون سے ۸۳-۱۹۸۲ء میں خصوصی ترقیاتی پروگرام شروع کیا گیا تھا۔

رواں مالی سال میں ۱۹ منصوبوں پر کام جاری ہے جنکے لئے ۸۲۳ ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے اس رقم میں ۲۶۶ ملین روپے کی غیر ملکی امداد بھی شامل ہے۔ خصوصی ترقیاتی پروگرام کے تحت زراعت کے شعبوں میں مندرجہ ذیل (۵) منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔

- ۱- بلوچستان زرعی توسی و تصرفی منصوبہ -
- ۲- پٹ فیڈر کے علاقے میں پائلٹ فارم کا قیام -
- ۳- پھول اور سبزیوں کی مارکنٹنگ کے نظام کو بہتر بنانا -
- ۴- قطراتی طرز کی آبپاشی کا تعارف -
- ۵- خوردنی تیل پیدا کرنا کا منصوبہ -

مائیز ایریگیشن اور ایریگرل ڈویلپمنٹ پروجیکٹ

صوبے میں بلوچستان مائیز ایریگیشن اور ایریگرل ڈویلپمنٹ پروجیکٹ کے تحت ان اضلاع میں کام ہو رہا ہے۔ جو افغان ریفریجریز کی آمد سے متاثر ہوئے ہیں۔

پاکستان پولینڈ سمجھوتہ

پاکستان پولینڈ کے تحت مال کے بدلے مال کے سمجھوتے کے تحت درجہ ذیل سیکموں پر کام ہو رہا ہے -

- ۱- ۲۰ عدد ہڈوزوں کی برآمد جس میں ۱۵ اپنچ گئے ہیں -
- ۲- ۱۰ عدد واٹر ٹینک چس کی درآمد -

- ۳- ۵ عدد ڈمپ ٹرکوں کی درآمد۔
 ۴- ایک عدد ٹرک مونٹیڈ کرین کی درآمد۔
 ۵- ۵ عدد لوٹوز کی درآمد۔

پکھی آبادی

مرکزی حکومت کی امداد سے کچی آبادی کی سکیم کے تحت ضلع کوئٹہ میں ۷ منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔
 سات مرلہ سکیم۔

صوبے میں سات مرلہ منصوبے کے تحت ۱۵ اضلاع میں کام ہو رہا ہے
 ۱۔ پیلہ ۲۔ سہی ۳ خضدار۔ ۴۔ لورالائی۔ ۵۔ تربیت۔

پاک جرمن اپنی مدد آپ پروگرام

صوبے میں پاک جرمن اپنی مدد آپ کے تحت ضلع دارہ قوم کی سکیم اس طرح ہے۔

ضلع	تعداد سکیم	منقص شدہ رقم	خرچ
سبکی	۱۱	۱,۲۰۳,۲۳۵	۱,۳۶,۳۷۵

۶,۳۳۰/۲۵۹	۷,۷۲۷/۲۲۳	۵۶	پکھی
۳,۹۶۸/۷۱۲	۵,۸۸۶/۶۶۹	۴۰	قلات
۱,۷۳۲/۲۲۹	۱,۸۸۶/۳۰۰	۱۷	قلعہ سیف اللہ
۱,۳۵۶/۳۰۸	۱,۵۸۲/۰۰۰	۱۲	سپیلہ
۲۲۲/۱۹۲	۱,۹۰۹/۱۰۰	۱۶	ورلائی
۸۷۶/۲۱۹	۱,۱۳۳/۱۰۰	۰۶	کوٹھ

مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی :- (رضمنی سوال) جناب والا اس سلسلہ میں

میرا رضمنی سوال پھر اسی قسم کا ہے۔ انہوں نے اپنے جواب میں یہ بات کی ہے کہ مختلف علاقوں کی ضروریات کی نشاندہی اور پی سی ون کی تیاری کا ذکر کیا گیا ہے۔ آخر بات پھر وہیں آجاتی ہے یہ انہوں نے خود کہا ہے کہ آخر علاقوں کی ضروریات کی پی سی ون کی تیاری کا حکم کون دیتا ہے۔ مثلاً کسی علاقے میں کوئی اسکیم ہے تو کیا محکمہ از خود اس پر پی سی ون تیار کرتا ہے۔ کیا وہ عوامی نمائندوں کو بھی اس میں شریک کرتی ہے کہ آپ آپس ہم یہ اسکیم بنانا چاہتے ہیں

اور اس کو پروانٹشل گورنمنٹ یا سنٹرل گورنمنٹ کو

پیش کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کی اس معاملے میں کیا رائے ہے آخر عوامی نمائندوں کو

لوگوں نے ووٹ دیئے ہیں اور ہمیں انہوں نے یہاں بھیجا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ محکمہ پی سی ون بنانا ہے۔ محکمہ کون یہ حکم دیتا ہے کہ آپ فلاں علاقہ کا پی سی ون بنائیں۔ میں یہ بات وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ یہ پی سی ون بنانے کا آرڈر بلوچستان میں کون دیتا ہے۔؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ۱۔ جناب والا! پی سی ون محکمہ والے

خود بناتے ہیں۔ انہیں آرڈر نہیں دیا جاتا۔ پی سی ون بنانے کیلئے۔

جناب اسپیکر ۱۔ اب سوالات ختم ہو گئے۔

عبدالحمید خان چکرنی ۱۔ جناب اسپیکر! صاحب اگر آپ سے ختم کرنا چاہتے

ہیں مجھے بڑا افسوس ہے۔ کہ ہمارے علاقے کے نائیندیے ہوئے ہیں انہوں نے اس معاملے میں کوئی دلچسپی نہیں لی ہے۔ اور نہ آئندہ انہوں نے پشتون علاقے سے کوئی دلچسپی لی ہے۔ یہ بات نوٹ کی جائے۔

رخصت کی درخواستیں

جناب اسپیکر!۔ اب سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں گے۔

جناب اختر حسین خان!۔ (سیکرٹری اسمبلی) مولوی محمد عطاء اللہ صاحب ایم پی
اے نے نجی مصروفیت کی بنا پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر!۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی!۔ سزا میر طارق محمود کھیتران ذریعہ خوراک بیرونی ملک دورے
پر گئے ہیں، لہذا انہوں نے مورقہ، اور ۸ فروری کے اجلاس سے رخصت کی درخواست
کی ہے۔

جناب اسپیکر!۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی!۔ مولوی فیض اللہ آخوندزادہ صاحب نے نجی مصروفیت کی بنا پر آجکلے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر!۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)

نواب محمد اسلم رئیسالی!۔ جناب اسپیکر! میں آپکی اجازت چاہتا ہوں کہ قاعدہ نمبر ۷، ۷ کے مطابق ایک ذاتی وضاحت کرنا چاہتا ہوں، اگر آپ کی اجازت ہو تو۔

جناب اسپیکر!۔ جی نواب صاحب۔

نواب محمد مسلم ٹیسیانی - جناب اسپیکر! آج کے انبار میں کل کی تحریک استحقاق کے حوالے سے معزز وزراء صاحبان نے جب شام کو پچھراکانفرنس کی تو اس میں انہوں نے بہت سی باتیں کیں۔ لیکن اس میں انہوں نے ایک بات کہی کہ قلات کے واقعہ میں یا قلات کی اس سازش میں پی۔ این۔ پی۔ بھی ملوث ہے۔ میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم سیاست عوام کے قومی حقوق اور عوام کی خوشحالی کیلئے کرتے ہیں۔ ہم سازشوں کے لئے قطعاً سیاسی میدان میں نہیں آئے۔ صوبائی حکومت اور قاعدہ ایوان بھی گواہ ہیں کہ ہم نے قطعاً اس سازش میں حصہ نہیں لیا۔ لہذا دوسری دفعہ وزراء صاحبان اس قسم کے کیچڑ اچھالنے سے گریز کریں۔

جناب اسپیکر - جی آغا صاحب۔

وزیر آبپاشی و برقیات - (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر! اس واقعہ کے بیان کرتے کی آپ نے انہیں اجازت نہیں دی۔ جب کہ یہ اسی واقعہ کی ایک کڑی ہے، اگر آپ انہیں بیان کرنے کی اجازت دیتے ہیں تو ہمیں بھی اجازت دینی

چاہیے۔

جناب اسپیکر :- جی نواب صاحب۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :- جناب والا! انہوں نے کہا ہے کہ پی۔ این۔ پی۔ بھی اس سازش میں ملوث تھی۔ میں بالکل یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ قطعاً۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر :- لیکن جناب اس میں پی۔ این۔ پی۔ کا ذکر نہیں ہے۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :- جناب اسپیکر! آج کے اجلاس میں انہوں نے بیان دیا ہے کہ پی۔ این۔ پی۔ بھی اس سازش میں ملوث ہے۔ لیکن یہ بات بالکل غلط ہے اور میں ان کو کہتا ہوں کہ دوسری دفعہ وہ اس قسم کے کلمات سے گریز کریں۔

وزیر آبپاشی و برقیات :- (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر! نواب صاحب کو بھی پریس میں وضاحت کرتا چاہیے جبکہ ہمیں اس فلور پر اجازت نہیں دی گئی

ہے۔ ہم نے پریس میں بیان دیا ہے تو نواب صاحب کو بھی پریس میں بیان دینا چاہیے۔

جناب اسپیکر! - جی مولانا نور محمد صاحب۔

مولانا نور محمد وزیر بدیات جناب اسپیکر! یہ ایک حقیقت ہے، میں بھی ذاتی
صراحت کے۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر! - جی نواب صاحب۔

نواب محمد اسلم ریشانی! - (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر! اس قاعدہ
کے مطابق میں نے آپ سے اجازت چاہی وہ قاعدہ نمبر ۷۷ ہے میں ایک ذاتی وقت
کرنا چاہتا ہوں آپ بحث کنٹرول نہیں کروا سکتے

وزیر بدیات! - جناب اسپیکر! حقیقت یہ ہے کہ میں قلات سے آ رہا تھا
تو راستے میں ایک بیپ والے آئے اور اسکوڑ والوں نے اپنے اسکوڑ کو ان سے بچا کر

وزیر تعلیمات :- جناب اسپیکر! رول ۱۷۷ کے تحت میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ تو میں اس طرف سے آ رہا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا تو انہوں نے اپنے موٹر سے پستول نکال کر سکوٹا پر حملہ شروع کیا۔ سکوٹا والوں نے کوشش کی کہ ان سے پستول لے لیں۔ پھر انہوں نے ان سے پستول لے لیا۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :- (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر! یہ بیان ہم نے آج کے اخبار میں پڑھ لیا ہے، شاید آپ کی نظر سے بھی یہ بیان گزرا ہوا اور دوسرے آئز ایبل ممبرز کی نظر سے بھی یہ بیان گزرا ہو۔ ہم نے پڑھ لیا ہے مولانا صاحب۔

جناب اسپیکر :- مولانا صاحب آپ بیان کریں۔

میر ظفر اللہ خان جمالی :- (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر :- جی جمالی صاحب۔

میر ظفر اللہ خان جمالی ۱۔ جناب اسپیکر! میں آپ کی رولنگ اس موشن پر

چاہوں گا۔ آپ نے اس پر فیصلہ دے دیا ہے بات ختم ہو گئی ہے۔ حرکت نے اپنی
 تحریک پر روز نہیں دیا۔ اور جناب والا کیا اس تحریک پر اگلے ہی دن ۲۴ گھنٹے کے
 اندر اس پر بحث ہو سکتی ہے یا نہیں۔ نمبر ۲ جناب اسپیکر۔ دوسری گزارش۔ دوسری
 رولنگ میں آپ سے چاہوں گا کہ قاعدہ ۷۷ کے مطابق ہر ممبر کو حق ہے اپنی وضاحت کا
 جو موشن حرکت تھا اس نے اپنی وضاحت کی۔ اس قاعدہ کے مطابق اور قاعدے کے آخر
 میں یہ بھی ہے کہ اس پر مزید بحث نہیں ہوگی۔

جناب اسپیکر! ہم آپ کا تحفظ چاہتے ہیں۔ کیونکہ کل مجھے پتہ چلا ہے کہ کچھ
 منسٹر صاحبان آپس میں ناراض تھے سب سے۔ یو۔ آئی کے وزراء صاحبان غالباً وزیر قانون
 سے ناراض تھے کہ آپ نے ہم کو بولنے نہیں دیا۔ تو وہ ان کی اپنی گھر کی بات تھی۔ وہ
 Treasury Bench ہیں بیشک وہ اسمبلی کے باہر طے کریں جو بھی بات
 کرنا چاہیں۔ جناب والا! میں آپ سے دوبارہ استدعا کروں گا کہ اس Cha-
 pter کو Open نہ کریں۔ کیونکہ اسمبلی کے قاعدہ اور قانون کے مطابق یہ
 Chapter open نہیں ہوتا۔ اگر از سر نو آپ کریں گے۔ پھر ہم بھی

Movers تھے۔ جناب ریٹسانی کے ساتھ میں بھی موشن کا محرک تھا پھر ہم کہیں گے کہ جناب ہم نے بھی بات کر لی ہے۔ جناب اسپیکر یہ چلتا رہے گا میں وزیر موصوف اور *Treasurer Benchers* سے بھی گزارش کروں گا کہ کل جو انہوں نے پریس کانفرنس کی ہے اور غالباً سب ممبران نے پڑھی بھی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی تشریح کرنا یا اس پر بحث کرنا نہ صرف اسمبلی کے قواعد و انضباط کار کے مطابق نہیں ہے اور نہ *Treasurer Benchers* کو زیب دیتا ہے۔

جناب اسپیکر! آپ کی رولنگ بھی ضروری ہے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر ۱۔ جی باروزنی صاحب۔

جناب سردار محمد خان باروزنی؛ (پوائنٹ آف آرڈر) میں بھی حضور ایک پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑا ہوں اور وہ پوائنٹ آف آرڈر کے اندر۔ پوائنٹ آف آرڈر کا مقصد کیا ہوتا ہے۔ اس کی منشا اور اس کا *procedure* کیا ہوتا ہے ہر پوائنٹ آف آرڈر اس کے بعد آپ کی رولنگ۔ یہاں ہر پوائنٹ آف آرڈر پر ایک تقریر کی اجازت۔ جناب والہم نے بڑے ادب سے ہمیشہ اس ہاؤس

کے فلور پہ یہ بات اٹھائی ہے کہ یہ کوئی *Debatable* بات نہیں ہے۔ یہ قانون ساز ادارہ ہے اور اس کی چیئر مین شپ کا اعزاز آپ کو حاصل ہے۔ حضور والا! اگر اس طرح سے پوائنٹ آف آرڈر پر تقریریں جاری رہیں گی تو میں سمجھتا ہوں مجھے بھی اس کی خواہش پیدا ہوگی کہ میں بھی یہاں ایک تقریر کر دوں۔ جناب میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروں گا کہ جب تک میں اگر گستاخی کر رہا ہوں تو اس سے پہلے میں آپ کی چیئر سے معافی چاہوں گا کہ جب تک آپ اپنے آپ کو *Debatable* نہیں کریں گے اس ہاؤس میں کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اور اگر اس ہاؤس کا یہ طریقہ کار رہا تو میں سمجھتا ہوں کہ شائد بہت سے ممبروں کو سوچنا پڑے کہ وہ حاضری رجسٹر پر دستخط کریں اور *Debatable* لائبر میں چلے جائیں۔

جناب اسپیکر! - جیسا کہ سزدار باروزٹی صاحب نے فرمایا کہ اس پر آج بحث یا تقریر نہیں ہو سکتی۔

جناب اسپیکر! - نواب اسلم ریسائی صاحب آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

تحریک استحقاق

نواب محمد اسلم رئیسانی؛ جناب اسپیکر! از روٹے قاعدہ نمبر ۵۵ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی تحریک استحقاق کا نوٹس دیا جاتا ہے کہ صوبائی وزیر ہدایات حکومت بلوچستان نے ۱۷ دسمبر ۱۹۸۹ء کو ایک پریس کانفرنس کے ذریعے جو ۱۸ دسمبر ۱۹۸۹ء کو اخبارات میں اشاعت پر میر ہوئے متعدد اہم نوعیت کے اقدامات کا اعلان کیا تھا۔ جن میں اکثر اقدامات کی نوعیت بنیادی طور پر قانون سازی سے تھی چونکہ مذکورہ اقدامات کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کی رضامندی یا بحث کے بغیر جاری کیا گیا ہے جس سے بلوچستان کے قانون ساز ادارے کا مجموعی طور پر اور اراکین اسمبلی وزیر ہمارا استحقاق شدید طور پر مجروح ہوا ہے لہذا ان اقدامات کو یا تو عام بحث کے لئے اسمبلی میں لایا جائے یا اس مسئلہ کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر!۔ تحریک استحقاق جو پیش کی گئی ہے کہ ”صوبائی وزیر ہدایات حکومت بلوچستان نے ۱۷ دسمبر ۱۹۸۹ء کو ایک پریس کانفرنس کے ذریعے جو ۱۸ دسمبر

۱۹۸۹ء کو اخبارات میں اشاعت پر پرہیز ہوئے۔ متعدد اہم نوعیت کے اقدامات کا اعلان کیا تھا جن میں اکثر اقدامات کی نوعیت بنیادی طور پر قانون سازی سے تھی۔ چونکہ مذکورہ اقدامات کو بوجہستان صوبائی اسمبلی کی رضامندی یا بحث کے بغیر جاری کیا گیا ہے۔ جس سے بوجہستان کے قانون ساز ادارے کا مجموعی طور پر اور معزز اراکین اسمبلی وزیر ہمارا استحقاق شدید طور پر مجروح ہوا ہے۔ لہذا ان اقدامات کو یا تو عام بحث کیلئے اسمبلی میں لایا جائے یا اس مسئلہ کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

وزیر قانون؛ جناب والا! جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے۔ جس میں وہ

۱۸، ۱۷ دسمبر کا ذکر کرتے ہیں اگر اس مسئلے کو معزز ممبر فوراً ہمیت کا معاملہ سمجھتے تھے تو ان کو یہ فوری طور پر جب اجلاس شروع ہوا تھا پیش کرنا چاہئے تھا اس لئے یہ قاعدہ کے خلاف ہے اور اگر وہ کسی اور رنگ میں اس تحریک کو لانا چاہتے ہیں تو اور بھی کئی طریقے موجود ہیں۔

نواب محمد اسلم رئیسانی؛ جناب والا! آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ میں نے پہلے ہی دن جمع کر دیا تھا۔ لیکن یہ آج معزز الوان میں پیش ہوا ہے۔ جناب والا!

میں اس سلسلے میں آپ کے سامنے کچھ گزارشات پیش کر دوں ۷۷ دسمبر ۸۹ء کو وزیر بلدیات نے اپنی پریس کانفرنس میں کچھ کلمات کہتے تھے۔ جس کو ایوان کے باہر بہت محسوس کیا گیا۔

جناب اسپیکر!۔ یہ تحریک استحقاق تو اپنے کل جمع کرائی ہے۔

نواب محمد مسلم ریسانی!۔ جناب والا! میں نے پہلے جمع کرائی تھی مگر انہوں

نے کہا کہ یہ مبہم ہے تو دوبارہ میں نے جمع کرائی ہے میں اس کے بارے میں کچھ گزارشات پیش کر دوں کہ معزز وزیر صاحب نے کہا کہ میں غیر شرعی کاروبار کو میں بند کرونگا۔ پہلے بات یہ ہے کہ انہوں نے شرعی اور غیر شرعی کاروبار میں تمیز کیسے کی ہے۔ وہ اس میں کیسے فرق کرنا کریں گے۔

۲۔ اس کے بعد وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ جو بورڈ کریٹ افسران ہیں اور جو پولیس افسران کرپشن میں ملوث ہیں ان کی چھان بین کریں گے میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ جو وزیر صاحب کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے پہلے قانون سازی ہو چکی ہے۔ اگر کہیں خلاف درجہ ہوئی ہے تو اس کے لئے انکوائری ہوتی ہے۔ انٹی کرپشن کا محکمہ ہے اگر کوئی افسر اس ملوث ہو تو اس کی چھان بین کی جاتی ہے۔ یہ ایک بنسیاں موجود ہیں۔

جناب اسپیکر۔ ابھی یہ ایڈمٹ نہیں ہوئی ہے آپ پر تقریر نہیں کر سکتے ہیں۔

نواب محمد سلیم زینیسائی۔ جناب والا! میں ایڈمٹ ہونے کے لئے ہی کچھ دلائل

دول گا کہ ایوان کا استحقاق کس طرح مجروح ہوا ہے۔ کیونکہ وزیر صاحب نے کہا ہے کہ ۱۵ مارچ ۹۰ کے بعد ہم اس پر عمل درآمد کریں گے جب پہلے سے قانون موجود ہیں جو موبائی یا قومی اسمبلی کے بنائے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے قانون ساز ادارے ہیں جنہوں نے ان کو ترتیب دیا ہے اور بنایا ہے۔ لیکن وزیر صاحب نے کہا ہے کہ میں خود اقدامات کروں گا اور میں نے جو اقدامات کئے ہیں ان پر ۱۵ مارچ کے بعد عمل درآمد ہو گا اس سے عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ کمی وزیر یارکن اسمبلی کو نکال سکتے ہیں..... یہ تو بھے پتہ ہے کہ آپ اس کو رول آؤٹ کر دیں گے جناب یہ بہت اہم مسکہ ہے اس پر غور کریں میں وزیر قانون صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آیا ایوان سے باہر کوئی قانون سازی ہو سکتی ہے۔ احکامات ہو سکتے ہیں۔ جو انہوں نے چیمبریس کانفرنس میں کہے ہیں۔ اگر ایوان کے باہر کوئی قانون سازی ہو سکتی ہے تو ہماری کیا ضرورت ہے۔ جب یہ ایوان موجود ہے قانون سازی ہو رہی ہے۔ پھر کیا ان اقدامات کا ذکر جن کا وزیر موصوف نے

کیا ہے ان سے معزز ایوان کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا ہے۔؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

جناب والا! میں تو معزز رکن کی اس تحریک استحقاق کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں آخر کی سطور سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایوان کے استحقاق مجروح ہونے کی بات کرتے ہیں اور اگر ان کی مراد یہ ہے کہ ان کو یعنی وزیر مذکورہ کو ایسا بیان دینا چاہیے یا نہیں۔ تو میں ان کو ذرا کے اختیارات بتاتا ہوں اور اگر وہ انہیں ماننا چاہتے ہیں تو میں بتا دیتا ہوں۔ اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ ایوان کا استحقاق کیسے مجروح ہوا ہے۔

اس میں تو واضح فرق ہے جب تحریک استحقاق

نواب محمد اسلم رئیسانی۔

جناب والا!

ایوان میں پیش ہوتی ہے ہم کہتے ہیں کہ اسے منظور کریں اور وزیر کو قانون صاحب کہتے ہیں کہ اس کو نام منظور کریں۔ اس میں بات تو ظاہر ہے وہ مخالفت کریں گے کیوں کہ وہ وزیر قانون ہیں۔ وزیر زراعت کے علاوہ وزیر پارلیمانی امور بھی ہیں وہ سب کچھ ہیں۔ اس کے برعکس میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر بلدیات صاحب نے جو فریضے سیرک پاس اخبار نے انہوں نے کہا ہے کہ بلدیاتی اداروں کی حدود میں بسوں اور ٹرکوں کے روٹ پرمنٹ

کینسل کروں گا اگر انہوں نے پریشر ہارن بجائے۔ اور اگر ٹیپ ریکارڈ بجائے۔ اب جب کہ ٹریفک کے قانون ہیں۔ ہر چیز کے متعلق پہلے سے قوانین موجود ہیں تو وزیر صاحب کس طرح ان کے خلاف کارروائی کرتے ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ آپ اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے حوالہ کریں تاکہ وہ دیکھے۔

نواب محمد اکبر خان بگٹی۔ (قائد ایوان) جناب والا! میں معزز ممبر صاحب کی

تحریک استحقاق کے بارے میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ جو بھی قوانین بن رہے ہیں یا نہیں گئے وہ اس اسمبلی میں نہیں گئے۔ اس کے باہر ممکن بھی نہیں ہے کہ کوئی قانون بنے۔ (تحسین و آفرین) قانون سڑکوں پر نہیں بنتے ہیں نہ پریس کانفرنس میں بنتے ہیں نہ میرے دفتر میں بنتے ہیں۔ البتہ تجاویز وہاں منظور ہوتی ہیں ان کو ایک شکل دی جاتی ہے اس کے بعد پھر یہاں ایوان میں پیش کئے جاتے ہیں پھر یہ ایوان کی ملکیت بن جاتے ہیں۔ اور ایوان کی اکثریت رائے سے فیصلہ ہوتا ہے یا قبول کئے جاتے ہیں تاکہ یکساں قانون بن جائیں۔ یا یہ معزز ایوان کو نامنظور کر دیتا ہے اور فارغ ہو جاتے ہیں۔ یہ قانون جو اہم ہیں سب ادھر ہی بنتے ہیں اور آئندہ بھی نہیں گئے۔ (تحسین و آفرین) شکریہ

نواب محمد اسلم ریٹسانی؛ - جناب والا! میں قائد ایوان کے ان کلمات سے یہ ہوں کہ ۵ ارا تاج کے بعد یہ *implement* ایمپلمینٹ نہیں ہوں گے اور اگر وزیر موصوف قانون سازی کرانا چاہتے ہیں تو وہ اس کے لئے کوئی بل لائیں اور ایوان میں پیش کریں۔

جناب اسپیکر؛ - اس کے متعلق میری رولنگ ہے

رولنگ

نواب محمد اسلم ریٹسانی ایم پی اے نے اپنی تحریک استحقاق میں کہا ہے کہ صوبائی وزیر بلدیات حکومت بلوچستان نے ۱۷ دسمبر ۱۹۸۹ کو ایک پریس کانفرنس میں جو ۱۸ دسمبر ۱۹۸۹ء کے اخبار میں شائع ہوئی تھی متعدد اہم نوعیت کے اقدامات کا اعلان کیا تھا جس میں اکثر کی نوعیت قانون سازی کی تھی چونکہ وزیر موصوف نے بلوچستان صوبائی اسمبلی کی رضامندی یا بحث کے بغیر ایسا کیا ہے لہذا اس سے بلوچستان کے قانون ساز ادارے کا مجموعی طور پر اور ہم ممبران اسمبلی کا استحقاق

مجروح ہوا ہے۔

معزز رکن کو چاہیے تھا کہ وہ اپنی تحریک ۳۰ جنوری ۱۹۹۰ کے اجلاس میں پیش کرتے۔ چونکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا لہذا یہ تحریک استحقاق حال ہی میں وقوع پذیر واقعہ سے متعلق نہیں سمجھی جاسکتی۔

علاوہ ازیں معزز رکن نے ایک سے زیادہ اقدامات کا ذکر کیا ہے۔ یہی بننا یہ تحریک قاعدہ (ii) ۵۷ کے خلاف ہے لہذا میں اسکو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں

جناب اسپیکر؛۔ اب مسٹر محمد ایوب بلوچ اور میر ظفر اللہ خان جمالی صاحب

کی مشترکہ تحریک استحقاق ہے

پہلے مسٹر محمد ایوب بلوچ صاحب تحریک استحقاق پڑھیں گے۔

مسٹر محمد ایوب بلوچ؛۔ جناب اسپیکر، آپ کی اجازت سے ہم مندرجہ

ذیل اراکین اسمبلی کے ضابطہ کار کے قاعدہ ۵۵ کے تحت تحریک استحقاق کانولٹس دیتے ہیں۔

آج کے اخبار جنگ میں مولوی عصمت اللہ صاحب، سینیٹر وزیر اور وزیر

خزانہ کی ہنگامی پریس کانفرنس نظر سے گزری جس میں مولوی صاحب نے من جملہ دیگر امور کے بلوچستان اسمبلی کے اسپیکر میر محمد اکرم بلوچ صاحب کے بارے میں یہ الزام تراشی کی ہے کہ وہ دانستہ طور پر جمعیت علماء اسلام کے خلاف فیصلہ دیتے ہیں اور وہ جماعت کے خلاف ہیں۔ یہ الزام بے بنیاد غیر حقیقت پسندانہ غیر منصفانہ اور ضابطہ کار کے خلاف ہے۔ آج تک اس اسمبلی کے کسی بھی ممبر کو اسپیکر صاحب کے رویہ کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہوئی یہ پارلیمانی نظام کی ایک مسلمہ روایت ہے کہ اسپیکر جو کہ غیر جانبدار اولیوان کے حقوق کا محافظ ہوتا ہے۔ اس کی نیت پر کبھی بھی کوئی الزام تراشی نہیں کی جاتی۔ مولوی صاحب نے اس الزام تراشی سے پورے ایوان کا تقدس مجروح کیا ہے ہماری درخواست ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر اس تحریک استحقاق پر بحث کی جائے۔

میر ظفر اللہ خان جمالی۔ جناب اسپیکر! ہم مندرجہ ذیل اراکین اسمبلی کے

ضابطہ کار کے باقاعدہ ۵۵ کے تحت تحریک استحقاق کانوٹس دیتے ہیں۔

آج کے اخبار جنگ ہیں مولوی عصمت اللہ صاحب سینیئر وزیر، اور وزیر خزانہ کی ہنگامی پریس کانفرنس نظر سے گزری جس میں مولوی صاحب نے من جملہ دیگر امور کے بلوچستان اسمبلی کے اسپیکر میر محمد اکرم بلوچ صاحب کے بارے میں یہ الزام تراشی کی

ہے کہ وہ دانستہ طور پر جمعیت علماء اسلام کے خلاف فیصلہ دیتے ہیں اور جماعت کے خلاف ہیں یہ الزام بے بنیاد غیر حقیقت پسندانہ غیر منصفانہ اور ضابطہ کار کے خلاف ہے۔ آجنگ اس اسمبلی کے کسی بھی ممبر کو اسپیکر صاحب کے رویہ کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہوئی یہ پارلیمانی نظام کی ایک مسلمہ روایت ہے کہ اسپیکر جو کہ غیر جانبدار اور ایوان کے حقوق کی محافظ ہوتا ہے اسکی نیت پر کبھی بھی کوئی الزام تراشی نہیں کی جاتی۔ مولوی صاحب نے الزام تراشی سے پورے ایوان کا تقدس مجروح کیا ہے ہماری درخواست ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر اس تھرک استحقاق پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر ۱۔ تھرک استحقاق جو پیش کی گئی یہ ہے کہ:-

ہم مندرجہ ذیل اراکین اسمبلی کے ضابطہ کار کے قاعدہ ۵۵ کے تحت تھرک استحقاق کا نوٹس دیتے ہیں۔

آج کے اخبار جنگ میں مولوی عصمت اللہ صاحب، سینئر وزیر اور وزیر خزانہ کی ہنگامی پریس کانفرنس نظر سے گزری جس میں مولوی صاحب نے من جملہ دیگر امور کے بلوچستان

اسمبلی کے اسپیکر میر محمد اکرم بلوچ صاحب کے بارے میں یہ الزام تراشی کی ہے کہ وہ دانستہ طور پر جمعیت علماء اسلام کے خلاف فیصلہ دیتے ہیں اور جماعت کے خلاف ہیں یہ الزام بے بنیاد

غیر حقیقت پسندانہ، غیر منصفانہ اور غالبہ کار کے خلاف ہے۔ آج تک اس اسمبلی کے کسی بھی ممبر کو اسپیکر صاحب کے رویہ کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہوئی یہ پارلیمانی نظام کی ایک مسلمہ روایت ہے کہ اسپیکر جو کہ غیر جانبدار اور ایوان کے حقوق کا محافظ ہوتا ہے اس کی نیت پر کبھی بھی کوئی الزام تراشی نہیں کی جاتی۔ مولوی صاحب نے اس الزام تراشی سے پورے ایوان کا تقدس مجروح کیا ہے ہماری درخواست ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر اس تحریک استحقاق پر بحث کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۱۔ جناب والا! یہ معاملہ ایسا ہے کہ جس کا تعلق

آپنی ذات سے ہے۔ اور چیئر سے ہے میری درخواست ہوگی کہ اسے بحث کے لئے منظور کیا جائے اور اس پر آپ کوئی رولنگ فرمائیں اسے پروویج کمیٹی کے سپر ڈرڈ یا جائے۔ تاکہ وہ اس معاملے پر غور و خوض کر کے اس معاملے پر اپنی رپورٹ دے۔

میر ظفر اللہ خان جمالی ۱۔ جناب اسپیکر میں مشکور ہوں وزیر پارلیمانی امور کا

کہ انہوں نے اس تحریک استحقاق کی مخالفت نہیں کی اور سبباً طور پر کہا ہے کہ یہ ایسا معاملہ ہے کہ یہ معاملہ پروویج کمیٹی کے پاس چلا جائے۔ میں اس کے لئے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں

اس فیصلہ کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ میں اس پر کچھ کہنا نہیں چاہوں گا۔ ایک گزارش ہے کہ جب یہ پروپیج کیمپنی بیٹھے گی جو موٹرن کے پیش کرنے والے ہیں انہیں بھی اس سے منسلک کیا جائے۔ تاکہ ہم بھی اپنا اظہار خیال کر سکیں۔

جناب اسپیکر ۱۔ اسے پروپیج کیمپنی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ایک اور تحریک استحقاق میر ظفر اللہ جمالی کی ہے۔ وہ پیش کریں۔

میر ظفر اللہ خان جمالی ۱۔ جناب اسپیکر! آپ اجازت سے میں اسمبلی کے قاعدہ

نمبر ۵۵ کے تحت اپنی تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں ۱۔

”میرے متعلق صوبائی وزیر خزانہ مولانا عصمت اللہ نے اپنے نکل کے اخباری بیان میں جو جنگ اور روزنامہ مشرق میں چھپا ہے۔ کہ اگر ہم عدالت کے کاموں میں مداخلت کرتے ہیں تو عدالت ہمیں میر ظفر اللہ خان جمالی کی طرح نوٹس دے سکتی ہے۔ ان کوٹ جناب والا! میں واضح الفاظ میں عرض کر دوں گے میں نے کبھی بھی اور کسی بھی عدالت عالیہ میں نہ کسی قسم کی مداخلت کی ہے نہ مداخلت کی جرأت بھی نہیں کر سکتا ہوں کیونکہ عدالت کا احترام ہم سب پر لازم اور فرض ہے۔ آج تک میں ہر عدالت کا احترام

کرتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ کرتا رہوں گا۔ جناب اسپیکر! اس ضمن میں وزیر خزانہ صاحب نے دیدہ دلستہ مجھ پر الزام عائد کرنے کی کوشش کی ہے جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں اس تحریک استحقاق کو منظور فرمایا جائے اور بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب اسپیکر ۱۔ تحریک استحقاق جو پیش کی گئی یہ ہے کہ۔

میں اسمبلی کے قاعدہ نمبر ۵۵ کے تحت تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں کہ مولانا عصمت اللہ نے اپنے کل سے اخبار کی بیان میں جو جنگ اور روزنامہ شرق میں چھپایا ہے کہ اگر ہم عدالت کے کاموں میں مداخلت کرتے ہیں تو عدالت ہیں میرا نظر اللہ خان جمالی کی طرح نوٹس دے سکتی ہے۔ میں واضح الفاظ میں عرض کر دوں کہ میں نے کبھی بھی اور کسی بھی عدالت عالیہ میں نہ کسی قسم کی مداخلت کی ہے نہ مداخلت کی جرات بھی نہیں کر سکتا ہوں کیوں کہ عدالت کا احترام ہم سب پر لازم اور فرض ہے۔ آج تک میں ہر عدالت کا احترام کرتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ کرتا رہوں گا۔ جناب اسپیکر! اس ضمن میں وزیر خزانہ صاحب نے دیدہ دلستہ مجھ پر الزام عائد کرنے کی کوشش کی ہے جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس تحریک

استحقاق کو منظور کیا جائے اور بکٹ کی اجازت دی جائے۔“

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۱۔ جناب والا! گو ممبر موصوف نے

اخبار کی کٹنگ اپنی تحریک استحقاق کے ساتھ لگائی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ جاننا ضروری ہے کہ وزیر موصوف نے جو بیان دیا ہے اس کے بارے میں اسے پوچھنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ عدالت کے بارے میں ہے جس کا ہمیں احترام بھی ہے۔ اور ہماری قانونی روایات بھی یہی ہیں۔ کہ ہم عدالیہ کو اور اس کے کسی کام میں نہ ہم مداخلت کرتے ہیں اور نہ ہی اس پر بحث کرتے ہیں۔ لہذا اس ضمن میں میری گزارش ہوگی اس تحریک استحقاق کو بھی مزید جانچ پڑتال کے لئے پروویلیج کمیٹی کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ اس کو ٹھیک طریقہ سے دیکھ سکے۔ اور وزیر موصوف کو بھی یہ موقع مل سکے کہ وہ اس بیان کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ شکریہ۔

میر ظفر اللہ خان جمالی ۱۔ جناب والا! آج عجیب اتفاق ہے کہ ایک دن میں

دو تحریک استحقاق پروویلیج کمیٹی کے سپرد کر رہے ہیں میں وزیر قانون کا مشکور ہوں کہ انہوں نے میری تحریک استحقاق کی مخالفت نہیں کی اور اسے پروویلیج کمیٹی کے حوالے کر نیکی

سفارش کی ہے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ عدلیہ کا ہمیں بھی صدا احترام ہے میں ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہوں گا کہ انہوں نے میری تحریک استحقاق پرویلج کھٹی میں بھیجنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ میں اس وقت اس پر مزید بحث نہیں کروں گا۔ کھٹی کی باری آئے گی تو باقی بات انشاء اللہ وہاں کریں گے۔

جناب اسپیکر ۱۔ یہ تحریک استحقاق بھی پرویلج کھٹی کے حوالے کی جاتی ہے

جناب اسپیکر ۱۔ حاجی عبد محمد نوٹیزئی صاحب مسدہ کشمیر کے بارے میں اپنی قرارداد ایوان میں پیش کریں گے۔

حاجی عید محمد نوٹیزئی۔ جناب اسپیکر! آپھی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ ۱۔

”بلوچستان اسمبلی کا یہ ایوان مقبوضہ کشمیر کے حریت پسندوں کی بیداری اور اپنی آزادی کے لئے ان کی دلیرانہ جدوجہد کی مکمل حمایت کرتا ہے۔ اور

ان کے ایثار پسندانہ جذبہ اور غلی کاوشوں کو ایک فطری عمل قرار دیتے ہوئے یہ محسوس کرتا ہے کہ ان کی جدوجہد دنیا کی مجبور و محکوم اقوام کی مجموعی تحریک آزادی کا ایک حصہ ہے اور پوری آزاد دنیا کو اس کی تائید اور حمایت کرنی چاہیے۔ کشمیر ایک متنازعہ علاقہ ہے اور بین الاقوامی سطح پر کشمیری عوام سے وعدہ کیا جا چکا ہے کہ ان کو اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے کا حق دیا جائے گا یہ وعدہ اقوام عالم کی نمائندہ تنظیم اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے کیا گیا تھا۔ اور اس کی تکمیل ہندوستان کا قانونی اخلاقی اور انسانی فرض ہے۔ لیکن پچاس سال گزرنے جانے کے باوجود یہ وعدہ پورا نہیں کیا گیا۔ ہندوستان کو یہ توقع تھی کہ اس طویل عرصہ میں کسی نسلیں گزر جانے کی وجہ سے کشمیریوں کا جذبہ آزادی سرد ہو چکا ہوگا لیکن ہندوستان نے اپنی بین الاقوامی ذمہ داریوں کو فراموش کر کے کشمیر کو اپنا ٹوٹا ٹنگ کہنا شروع کر دیا۔ لیکن کشمیری عوام نے ثابت کر دیا ہے کہ جب تک ایک بھی کشمیری زندہ ہے ان کا جذبہ آزادی بھی زندہ رہیگا اور اس کی خاطر اپنی جان دینے کا عزم اور حوصلہ بھی بیدار رہیگا۔ چنانچہ اب جو نئی تحریک پوری قوت اور شدت کے ساتھ بیدار ہوئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ چالیس سال تک انتظار کرنے کے بعد ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے۔ اور وہ اب وہ اصول کے بنا پر میدان عمل میں آگئے ہیں اور دنیا کی تمام دوسری حریت پسند اقوام کی طرح اپنا فطری حق

حاصل کرنے کے لئے ایک جابر قوت سے ٹکڑا گئے ہیں۔

بلوچستان اسمبلی کا یہ ایوان ان کے اس دلیرانہ فیصلہ عملی جدوجہد اور عزم و ایثار کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اس کی مکمل حمایت کرتے ہوئے کشمیری عوام سے اپنی مکمل یکجہتی کا اعلان کرتا ہے۔“

جناب اسپیکر - قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ:-

”بلوچستان اسمبلی کا یہ ایوان مقبوضہ کشمیر کے حریت پسندوں کی بیداری اور اپنی آزادی کے لئے ان کی دلیرانہ جدوجہد کی مکمل حمایت کرتا ہے۔ اور ان کے ایثار پسندانہ جذبہ اور عملی کاوشوں کو ایک قطری عمل قرار دیتے ہوئے یہ محسوس کرتا ہے کہ ان کی جدوجہد دنیا کی مجبور و محکوم اقوام کی مجموعی تحریک آزادی کا ایک حصہ ہے اور پوری آزاد دنیا کو اس کی تائید اور حمایت کرنی چاہئے۔ کشمیر ایک تنازعہ علاقہ ہے اور بین الاقوامی سطح پر کشمیری عوام سے وعدہ کیا جا چکا ہے کہ ان کو اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کریں گا حق دیا جائے گا پھر وعدہ اقوام عالم کی نمائندہ تنظیم اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے کیا گیا ہے اور اس کی تکمیل ہندوستان کا قانونی اخلاقی اور انسانی فریضہ ہے لیکن چالیس سال گزر جانے کے باوجود یہ وعدہ پورا نہیں کیا گیا ہندوستان کو

یہ توقع تھی کہ اس طویل عرصہ میں کئی نسلیں گزر جانے کا وجہ سے کشمیریوں کا جذبہ آزادی سرد ہو چکا ہو گا۔ لیکن ہندوستان نے اپنا بین الاقوامی ذمہ داریوں کو فراموش کر کے کشمیر کو اپنا ٹوٹ انگ کہنا شروع کر دیا۔ لیکن کشمیری عوام نے ثابت کر دیا ہے کہ جب تک ایک بھی کشمیری زندہ ہے ان کا جذبہ آزادی بھی زندہ رہے گا۔ اور اس کی خاطر اپنی جان دینے کا عزم اور حوصلہ بھی بیدار رہے گا۔ چنانچہ اب جو نئی تحریک پوری قوت اور شدت کے ساتھ بیدار ہوئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ چالیس سال تک انتظار کرنے کے بعد ان کا پیمانہ صبر بے پناہ ہو چکا ہے۔ اور وہ اب دنیا کی تمام دوسری حریت پسند اقوام کی طرح اپنا فطری حق حاصل کرنے کے لئے ایک جابر قوت سے ٹکرائے ہیں۔

بلوچستان اسمبلی کا یہ ایوان ان کے اس دلیرانہ فیصلہ عملی جدوجہد اور عزم ایثار کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اس کی مکمل حمایت کرتے ہوئے کشمیری عوام سے اپنی مکمل یکجہتی کا اعلان کرتا ہے۔

سردار بشیر احمد خان ترین - وزیر حج و اوقاف و سماجی بہبود - جناب اسپیکر

میں حاجی عبد محمد نوتیرنی صاحب کی پیش کردہ قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

میر صاحب علی بونچ :- جناب والا! آپ اس کے متعلق بولنے کا موقع دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور :- جناب والا! اگر کوئی ممبر بولنا چاہیں تو میری درخواست ہوگی کہ آپ ان کو موقع دیں۔ تاکہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔

جناب اسپیکر :- اگر کوئی ممبر صاحب تقریر کرنا چاہے تو اجازت ہے۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :- جناب والا! میں قرارداد کی حمایت میں کچھ گزارشات پیش کروں گا ہم چاہتے ہیں کہ کشمیر کا مسئلہ شملہ معاہدے کے مطابق حل ہو جائے۔ اس شملہ معاہدے میں آئین دونوں ممالک نے کہا ہے کہ وہ طاقت کے استعمال سے گریز کریں گے تو وہ آپس میں اسے حل بیٹھ کر طے کریں اور اس کے علاوہ ہم تمام دنیا میں قوموں کی حق خود ارادیت کی حمایت کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر - میر ظفر اللہ جمالی -

میر ظفر اللہ خان جمالی - جناب والا! میں اس قرارداد کی من و عن حمایت

کرتا ہوں اور اس کے متعلق صرف اتنا عرض کروں گا کہ جہاں تک کشمیر کے عوام کا تعلق ہے پاکستان کے عوام کا موقف ہمیشہ خود ارادیت کا رہا ہے اور اب بھی ہے اور جب تک آزادی نہ ہوگی یہ رہے گا جہاں تک کشمیر کی آزادی کا تعلق ہے جب تک کوئی انسان پیروں پر کھڑا نہیں ہو سکتا ہے تو اس کی *میں* *میں* مارل سپورٹ کرتے ہیں - باقی آزادی کے لئے جدوجہد کوشش ان کی اپنی ہے - میں مختصر الفاظ میں یہ عرض کروں گا کہ معاہدے سے بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں - معاہدوں پر عملدرآمد ضروری ہے - پچھلے دو ماہ میں مشرقی یورپ میں لوگوں نے جو آزادی حاصل کی ہے قربانیاں دی ہیں پھر آزادی حاصل کی اس طرح کشمیر کے عوام بھی جدوجہد کر رہے ہیں اور کریں گے - ہم بحیثیت پاکستانی کے انکی حمایت کرتے ہیں - شکریہ -

جناب اسپیکر :- مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی ۔

مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی :- جناب والا! میں اس قرارداد کے سلسلے

میں عرض کروں گا جہاں تک کشمیر کا معاملہ ہے وہ واقعی ٹھیک تھا۔ اس کی حمایت کی جائے۔ مگر یہاں تو باقاعدہ سیاسی بحث شروع ہوئی ہے اگر ہم نے سیاست پر بحث کرنا ہے تو آپ کشمیر کے احساسات دیکھ رہے ہیں۔ اور وہاں پر دیکھیں جہاں لاکھوں انسان مارے جا رہے ہیں۔ کشمیر میں تو کوئی پندرہ آدمی مرے ہیں اور وہاں جہاں پاکستان کا اور فاکر بلوچستان کا گہرا تعلق ہے جو ڈائریکٹ بارڈر ساتھ ہے اس بارے میں بھی اجازت دی جائے کہ بات کی جاسکے۔ پاکستان کے پڑوسی ممالک کے بارے میں بھی بحث کی جائے یہ بھی متنازعہ علاقہ ہے اور وہاں پر بھگڑا چل رہا ہے اور یہاں ہمارے پاکستان سے مداخلت ہو رہی ہے اس پر ہم سیاسی بحث یعنی افغانستان کی صورت حال پر بھی بحث کریں۔ اور ایک موقف اختیار کر کے قرارداد پاس کریں یا ہم کو اجازت دیں کہ ہم اس بارے میں بھی کوئی قرارداد لائیں۔ اگر بحث کی اجازت ہے تو کشمیر کی نسبت ہم بحیثیت پشتون بلوچستان کے۔ ہماری زیادہ دلچسپی افغانستان

کے معاملے میں ہے جس سے ہمارے علاقے متصل ہیں اس معاملے پر بحث کریں۔

وزیر قانون :- جناب اسپیکر! میری معزز رکن سے گزارش ہوگی کہ اس ریزولیشن

کا جو مواد ہے اس پر بحث کریں اور اس باہر بحث نہ کریں۔ اگر وہ قاعدے کے مطابق کوئی اور قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں تو وہ لاسکتے ہیں منع نہیں ہے اور اس وقت کشمیر کارپوریشن ہے اس پر معزز ممبر کچھ فرمانا چاہیں تو کہہ سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر :- ٹھیک ہے مولوی محمد اسحاق خوستی صاحب۔

مولانا محمد اسحاق خوستی صاحب :- جناب والا! ہم اس قرارداد کی پرزور

تائید کرتے ہیں اور جو ظلم ہو رہا ہے وہ بند کیا جائے۔

جناب اسپیکر :- محمد ایوب بلوچ۔

مسٹر محمد ایوب بلوچ :- جناب والا! میں اس قرارداد کے بارے میں کچھ

عرض کرنا چاہتا ہوں جہاں تک اس قرار داد کا تعلق ہے یہ مسئلہ اس ملک میں بھی موجود ہے جہاں تک خود ارادیت کا تعلق ہے یہ ہملری پارٹی کا منشور ہے اس میں ہے کسی قوم کی حق خود ارادیت کی مخالفت نہیں کرتے ہیں۔ لیکن ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ جب پاکستان کے حکمران کشمیر کے مسئلے میں مداخلت کر رہے ہیں تو اس مسئلے کے متعلق بھی وہ مخلص نہیں ہیں۔ اگر وہ مخلص ہیں تو پھر اس ملک میں بھی یہ قومی سوال موجود ہے اگر وہ خود ارادیت کے علمبردار ہیں تو وہ اس ملک کے اندر قوموں کی حق خود ارادیت کو تسلیم کریں بعد میں پھر کشمیر اور افغانستان کے معاملے میں مداخلت کریں۔

جناب اسپیکر ۱۔ میر صابر علی بلوچ ۱

میر صابر علی بلوچ ۱۔ جناب والا! میں اس قرارداد کی پرزور حمایت کرتا ہوں۔ مسئلہ کشمیر ایک مسئلہ ہے جس کے لئے یہاں کے لوگ عوام اپنی بقا کے لئے جنگ لڑ رہے ہیں۔ جناب والا! جہاں تک خود ارادیت کا تعلق ہے جیسا کہ میرے دوست نے فرمایا ہے کشمیر کے مسئلے اور یہاں کے مسئلے میں بہت بڑا فرق ہے اب یہ معزز رکن نہیں سمجھ سکے ہیں کہ ہم کس مسئلے پر بحث کر رہے ہیں اور کس مسئلے کی حمایت میں بات

کر رہے ہیں۔

جناب والا! پاکستان کے عوام نے مسئلہ کشمیر کی ہمیشہ تائید کی ہے اور بھرپور حمایت کی ہے انہی تکالیف اور ان کے مسائل اور ان کے دکھ درد میں ہمیشہ ساتھ رہے ہیں اور ہمیشہ پاکستان کا موقف رہا ہے کہ کشمیر کے مسائل اور ان کی خوبداشت ان کی مرضی کے مطابق دیا جائے۔ اور اس مسئلے پر پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کی سوچ ہمیشہ مثبت رہا ہے۔ انہوں نے کشمیر کے عوام کے ساتھ ہمیشہ ہمدردی کا اظہار کیا ہے اس مسئلے کو پاکستان کے سابق وزیر اعظم شہید ذوالفقار علی بھٹو نے جس مدبرانہ طریقے سے اقوام متحدہ میں پیش کیا تھا اس کی کہیں بھی مثال نہیں ملتی ہے یہ تاریخ کا حصہ ہے۔ اور کشمیر کے عوام اس چیز کو سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے ان کے منتخب نمائندوں نے جن کو عوام کی حمایت حاصل ہے کشمیر کے عوام کی بھی ہمیشہ انہوں نے تائید کی ہے۔ ان کے حقوق خود ارادیت کی رہنمائی کی ہے اس سلسلے میں ہم سمجھتے ہیں کہ تمام معاملات شملہ معاہدے کے تحت حل ہونے چاہیں۔

جناب اسپیکر - کیا عید محمد زونہری کی طرف سے پیش کردہ کشمیر کے بارے میں

قرارداد منظور کی جائے۔

(قرارداد منظور کی گئی)

قراردادیں۔

جناب اسپیکر ا۔ اب عبد الحمید خان اچکزئی قرارداد نمبر ۳۶ پیش کریں۔

قرارداد نمبر ۳۶

عبد الحمید خان اچکزئی ا۔ جناب والا! آپ کی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ۔

”یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ زیر زمین پانی کی سطح کو بلند رکھنے کی غرض سے اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لائے اور وفاقی حکومت سے امداد طلب کر کے ایک جامع منصوبہ تیار کرے کیونکہ صوبے کے عوام کی زندگی کا

دارو مدار زراعت پر ہے جبکہ زرعی پیداوار کا زیادہ تر انحصار زیر زمین پانی پر ہے۔ لیکن زیر زمین پانی کی سطح سالانہ دس سے پندرہ فٹ اوسطاً نیچے گر رہی ہے اگر ایک جانب بجلی کے بے انتہا فوائد ہیں تو دوسری جانب بالخصوص بجلی کے ٹیوب ویلوں کی وجہ سے زیر زمین پانی کا ذخیرہ تیزی سے کم ہونا جا رہا ہے جو زرعی پیداوار کو بری طرح متاثر کر رہا ہے زمیندار مشکلات اور غیر یقینی حالات سے دوچار ہیں اگر زیر زمین پانی کی سطح اسی رفتار سے گرتی رہی تو بالآخر صوبہ ایک ویران ریگستان کی شکل اختیار کرے گا۔

جناب اسپیکر :- قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ -

”یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ زیر زمین پانی کی سطح کو بند رکھنے کا غرض سے اپنے تمام وسائل بروئے کار لائے اور وفاقی حکومت سے امداد طلب کر کے ایک جامع منصوبہ تیار کرے کیونکہ صوبہ کے عوام کی زندگی کا دارو مدار زراعت پر ہے۔ جبکہ زرعی پیداوار کا زیادہ تر انحصار زیر زمین پانی پر ہے۔ لیکن زیر زمین پانی کی سطح سالانہ دس سے پندرہ فٹ اوسطاً نیچے گر رہی ہے اگر ایک جانب بجلی کے بے انتہا فوائد ہیں تو دوسری جانب بالخصوص بجلی کے ٹیوب ویلوں کی وجہ سے زیر زمین پانی کا

ذخیرہ تیزی سے کم ہوتا جا رہا ہے۔ جو زرعی پیداوار کو بری طرح متاثر کر رہا ہے۔ زمیندار مشکلات اور غیر یقینی حالات سے دوچار ہیں اگر زیر زمین پانی کی سطح اس رفتار سے گرتی رہی تو بالآخر صوبہ ایک ویران ریگستان کی شکل اختیار کرے گا۔

جناب اسپیکر!۔ کوئی معزز رکن اس پر اگر تقریر کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔
اگر محرک اپنی تحریک پر کچھ بولنا چاہیں تو بول سکتے ہیں۔

عبدالحمید خان اچکزئی!۔ جناب والا! اس قرارداد میں قطعاً کوئی سیاسی

مصلحت نہیں ہے بلکہ یہ مسئلہ ہمارے بلوچستان کا بنیادی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے جس پر ہم سب کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے اگر کسی کو بلوچستان کے جغرافیہ اور فوٹو گرافی کا علم ہے تو ہر کوئی یہ بات جانتا ہے جس طریقہ سے ہم زیر زمین پانی کی نکاس کر رہے ہیں غیر دانستہ طور پر سائنسی سے شغف رکھنے کے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ تیس بیس سال سے اس کے لئے کوئی ڈیٹا *data* تو نہیں ہے جس طرح سے پانی زیر زمین واقعاً نیچے سطح پر رہا ہے اس سے یہ بات واضح ہے کہ بلوچستان میں دس سال یا بیس سال یا تیس سال میں پانی کی سطح مزید گرنے سے بلوچستان ریگستان میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ جہاں پر ہم

بکلی پہنچا رہے ہیں وہاں پر ٹیوب ویل لگ رہے ہیں۔ اور نکاسی آب ہو رہی ہے۔ اس نکاسی آب کی کمی کو پورا کرنے کیلئے ری اسٹیلیشنٹ اور چارج *Recharge* قسم کے پراجیکٹ کی ضرورت ہے جس کا تعلق کیشنٹ یعنی ہمارے جو پہاڑی سلسلے ہیں اور پہاڑی سلسلے سے اس کا تعلق ہے ہمارے بلوچستان میں قبائلی رسومات کی وجہ سے ہے۔ اور دوسرے ہماری معاشرتی غلطیوں کی وجہ سے وہاں کے جو نیچرل ویجیٹیشن ہیں *Natural vegetation* ان ویجیٹیشن کو ہم نے پہاڑوں سے کاٹ کر ایسا بنا دیا ہے کہ جب بارش کا پانی پہاڑوں پر گرتا ہے تو وہ سیدھا ندی میں آجاتا اور پھر وہ سمندر میں چلا جاتا ہے یا پھر ریگستان وغیرہ میں ادھر ادھر چلا جاتا ہے۔ جس سے کوئی واٹری چارج نہیں ہو رہا ہے۔

بزاب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ منصوبہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس بات کا بھی مجھے احساس ہے کہ یہ بہت بڑا منصوبہ ہے۔ مگر چونکہ یہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری بلوچستان گورنمنٹ اس طرف توجہ دے گی ہمارے کیشنٹ ایریا میں گیم ریسن *Game Reson* کی ضرورت ہے چیک ڈیم کی ضرورت ہے بندات کی ضرورت ہے ویجیٹیشن *Vegetation* کو *Restore* ریستور کرنے کی ضرورت ہے جو بھی مختلف کارروائیاں گیمس منٹ ایریا میں ہیں۔ اس کے لئے میں بلوچستان میں گورنمنٹ سے اور خصوصاً وزیر اعلیٰ صاحب سے وہ حزب اختلاف کی جائز باتوں کو ماننے رہے ہیں اب ان کے سارے پیمانے

سے ذاتی طور پر اور لیڈر آف دی ہاؤس سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ اس منصوبہ کے لئے سوچیں اور نہ صرف یہ کہ اس قرارداد کو اس ایوان میں پاس کرنا چاہیے بلکہ اس سلسلہ میں حکومت کو ایک جامع منصوبہ بندی کرنا چاہیے۔ اگرچہ یہ کام بہت بڑا ہے اور بلوچستان کے اپنے وسائل سے بہت زیادہ ہے اس پر عمل نہیں کر سکتے تو کم از کم اس کی نشاندہی تو کریں۔ اور صحیح طور پر اس کی نشاندہی کریں اگلی گورنمنٹ کے سامنے یہ منصوبہ آجائے۔ اور میرے ذاتی علم میں ہے کہ باہر ممالک کی بہت سی ایجنسیاں ہیں جو اس قسم کے منصوبوں میں ہماری مدد کرنے کیلئے تیار ہیں ابھی ہم کچھ دیر پہلے ڈیپوٹمنٹ کی باتیں کر رہے تھے میں اس سلسلہ میں یہ سنجو بزدوں گا میرے اپنے علاقے میں یعنی حلقہ انتخاب میں اس قسم کے کیشنٹ ایریا ہیں اگر گورنمنٹ مان جائے تو ان کیشنٹ ایریا میں تجرباتی طور پر کام کیا جا سکتا ہے۔ اور ابتدائی طور پر ایک یا دو ایریا کا منتخب کیا جائے۔ ان کو باقاعدہ اس منصوبے کے تحت لایا جائے اور اس باقاعدہ اسٹیٹس ڈیٹا *Statistics data* مقرر کیا جائے۔ آیا ہم اس سے زیر زمین پانی کے لئے سائنسی طور پر کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ یا نہیں کر سکتے۔ اس سلسلہ میں بلوچستان گورنمنٹ کو یہ مشورہ دوں گا کہ وہ ایک فیزیبلیٹی رپورٹ تیار کرے اگر ان کے پاس ان کے اپنے ٹیکنیکل لوگ نہیں۔ کہ وہ فیزیبلیٹی رپورٹ تیار کر سکیں اس میں ایک انٹرنیشنل ایجنسی کی امداد لی جا سکتی ہے ان کی اس معاملے میں بڑی دلچسپی ہے اس کا تعلق ہمارے معاشرے کے بنیادی

مسائل سے ہے انسانیت سے ہے۔ میں گورنمنٹ سے یہ درخواست کروں گا اور سارے یوانوں سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اسے پاس کرے اور گورنمنٹ سے یہ درخواست کروں گا کہ نہ صرف اس قرارداد کو پاس کرے بلکہ اس سلسلہ میں جلدی اور فوری طور پر عملی اقدامات اٹھائے جائیں۔ تاکہ اس کا سدباب ہو سکے۔ ایسا نہ ہو کہ آئندہ بلوچستان کے لوگوں کے لئے اور اپنے بچوں کیلئے ریگستان چھوڑیں اور پھر یہاں کی آبادی منتقل ہو یہی میری قرارداد کا مفہوم ہے۔

جناب اسپیکر!۔ اس پر کوئی دوسرا ممبر بولنا چاہیے گا؟

نواب محمد اسلم خان ریسانی: جناب اسپیکر! میں معزز رکن کی قرارداد کی

حمایت میں اپنی چند گزارشات اپنے معزز رکنین اسمبلی کی خدمت میں کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ بلوچستان کے اکثر لوگ زمینداری کے پیشہ سے وابستہ ہیں۔ اور سطح ہمارے پہاڑی علاقے میں زیر زمین پانی کو زراعت کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جتنی زیر زمین پانی کی مقدار ہوتی ہے اس سے زیادہ پانی نکالا جا رہا ہے۔ اور پھر ہر سال پانی کی سطح زیر زمین اوسطاً کوئی سات فٹ واٹر لیول سے گرتا جا رہا ہے۔ میں زمینداروں کے وسیع تر مفاد میں گزارش کروں گا کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کیا جائے۔ لہذا اس کی حمایت کرتا ہوں۔

میر ظفر اللہ خان جمالی :-

جناب والا! بحیثیت ایک زراعت پیشہ فرد کے میں اپنا بھی یہ فرض سمجھتا ہوں جو قرارداد معزز ممبر نے ایوان میں پیش کی ہے اس کی حمایت کروں میں اسی سے استفادہ کروں گا کہ اگر صوبائی حکومت اس بہت ہی اہم معاملے کی نوعیت کو سامنے رکھنے ہوگی پر غور و خوض کیلئے فیڈ ایلٹی کیلئے فائدہ ایوان کی ذاتی دلچسپی کے ساتھ اور محکمہ انہار کے ذریعہ صاحب اس طرف توجہ دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے وفا علاقے جو جہاں سے مسائل گہرے ہوئے ہیں کے لئے ایک بہتر اور ایک نیک خشکوں ہو گا۔ میں قوی یقین رکھتا ہوں انشاء اللہ اس قرارداد کی کوئی مخالفت نہیں کرے گا۔ اور میں صوبائی حکومت سے استدعا کرتے ہوئے یہ گزارش کر سکوں گا کہ اس قرارداد کو منظور کریں کیوں کہ اس میں ایک عام کاشتکار اور عوام کا بھی تعلق ہے ان کی بھلائی کیلئے یہ لازم ہے کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر :- باروزئی صاحب۔

سردار محمد خان باروزئی :- جناب والا! آج جو قرارداد پیش ہوئی ہے

اور بہت سے ممبران نے اس کی حمایت کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی اس کی مخالفت نہیں کرے گا۔ اور صحیح دماغ آدمی اس کی مخالفت کرنے کے لئے سوچ بھی نہیں سکتا۔ یہ مسئلہ بلوچستان گیر ہے اس پر ضرور غور و خوض کیا جائے اس کے حل کے لئے جتنی بھی کوششیں اور کاوشیں کی جائیں کم ہیں۔ اور قابل تعریف ہیں۔ میں اس قرارداد کی حمایت کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی گزارش کروں گا کہ یہ قراردادیں پیش بڑی جلدی ہو جاتی ہیں اور منظور بھی ہو جاتی ہیں۔ ان کے بعد اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔ تو اس کے بارے میں ہمیں سابقہ تجربہ بتاتا ہے کہ کیا ہے تو میں اس تجویز کی حمایت کرتے ہوئے آج بلوچستان کی حکومت سے یہ گزارش کروں گا۔ بنا بریں انصاف ہو گا کہ قرارداد کے محرک کو اعتماد میں لیتے ہوئے اس قرارداد کو نہ صرف پاس کرانے کیلئے اقدامات لازمی ہیں اس سلسلے میں قرارداد کے محرک کو شامل کر کے اس پر عملدرآمد بھی کرائیں۔ اور وفاقی حکومت کو اس بارے میں جامع منصوبہ بندی دینے کی ضرورت ہے۔ اسے یہ منصوبہ اور مکمل سجاوید بجا میں پھر اس کے بعد یہ علم ہونا چاہیے کہ اس پر کیا کارروائی ہوئی ہے۔ اس امر اس کے متعلق وفاقی حکومت کو *Provisional* پیشراہیں کیا جائے کہ وہ اس قرارداد کو عملی جامہ پہنائے اور اس کو اور اس فوری اہمیت دے۔ شکریہ۔

مسٹر سعید احمد ہاشمی - (وزیر زراعت) جناب والا! میں اس وقت وزیر زراعت

کی حیثیت سے بولوں گا۔ اس قرارداد میں ایک بہت اہم مسئلہ کی طرف نشاندہی کی گئی ہے تو میں نے یہ مناسب سمجھا ہے نہ صرف محرک کو بلکہ پورے ایوان کو اعتماد میں لیا جائے اور اس سلسلے میں موجودہ حکومت آج جو اقدامات کرنا چاہتی ہے جیسا کہ معزز رکن اور محرک کی تقریر سے بھی واضح ہوا ہے کہ نہ صرف پچھلے مالی سال اس سے پہلے بھی ہر حکومت کی اولیت ترجیح میں پینے کا پانی رہا ہے یا زراعت کے لئے اریگیشن اسکیم کی پرائیوٹی رہا ہے۔ اس سلسلے میں جہاں جہاں سبکی پہنچتی رہی ہے۔ وہاں ٹیوب ویل لگتے رہے ہیں۔ یہ مسئلہ نہ صرف باہر کے اضلاع میں بلکہ پورے کوٹھ میں شدت اختیار کر گیا ہے۔ اور اس مسئلے کے حل کے لئے لازم ہے کہ نیچے جو زیر زمین پانی ہے اس کو ری چارج

کیا جائے پچھلے سال جولائی میں ایک فیڈر ایلٹیٹی رپورٹ بنائی گئی ہے۔ اور یہ سہ ماہیہ اریگیشن کے نام سے ہے اور اس موضوع پر ورلڈ بینک کے ممبران آئے ہیں ان سے بھی بات ہوئی ہے اور حقیقت ہے کہ انہوں نے بھی اس امر کو تسلیم کیا ہے اور ایشین ڈویلپمنٹ بینک سے بھی بات ہوئی ہے اور یہ رپورٹ جامع ہے جو ہم نے فیڈرل گورنمنٹ کو بھیجی ہے کیونکہ اس مرحلہ پر ہمیں ٹیکنیکل نو ہوا Technical Know how کی ضرورت

ہو گی۔ اس کی فیڈ بیلٹیں رپورٹ بنائی جائے گی۔ کیونکہ یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے اور اگر ہم اس کو شروع کریں گے۔ اور کامیاب ہو گئے تو دس سال میں ہم اس پر قابو پاسکیں گے۔ اور یہ بندات اور چیک ڈیم ہم بنانے میں کامیاب ہو گئے تو نہ صرف پینے کے پانی کے مسئلہ پر قابو پاسکیں گے اور یہ مسئلہ جو بلوچستان میں شدید ہے حل ہو جائے گا۔ بلکہ وہ اراضی جسے آج ہم زیر کاشت نہیں لاسکتے ہیں کے ساتھ ساتھ اور زرعی اراضی کو بھی زیر کاشت لائیں گے۔

جناب اسپیکر! میں اس ایوان کے توسط سے میں یہ بتانا چاہوں گا کہ ہم اس قرارداد کی حمایت کیوں نہ کریں گے بلکہ غلطی طور پر بھی یہ حکومت بھرپور کوشش کر رہا ہے کہ یہ منصوبہ شروع ہو سکے۔

جناب اسپیکر!۔ سوال یہ ہے کہ یہ قرارداد منظور کی جائے۔
(قرارداد منظور کی گئی)

قرارداد نمبر ۲۷۔

جناب اسپیکر! - خوشی صاحب قرار داد نمبر ۲۷ پیش کریں۔

مولانا محمد اسحاق خوشی! - جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ محکمہ پولیس کو سختی سے پابند کرے اور اس امر کو یقینی بنائے کہ پولیس دوران تحقیقات کسی ملزم کو کسی قسم کی جسمانی اذیت نہ پہنچائے اور اذیت ناک رویہ اختیار کرنے سے اجتناب کریں۔ کیونکہ ملزموں کے ساتھ پولیس کا عالیہ رویہ اگر ایک جانب دین اسلام کے تقاضوں کے بالکل منافی ہے تو دوسری جانب یہ ایک غیر مہذبانہ اور اخلاق سوز اقدام بھی ہے۔

جناب اسپیکر! - قرارداد جو پیش کی گئی ہے کہ۔

یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ محکمہ پولیس کو سختی سے پابند کرے اور اس امر کو یقینی بنائے کہ پولیس دوران تحقیقات کسی ملزم کو کسی قسم کی جسمانی اذیت نہ پہنچائے اور اذیت ناک رویہ اختیار کرنے سے اجتناب کرے کیونکہ ملزموں کے ساتھ پولیس کا عالیہ رویہ اگر ایک جانب دین اسلام کے تقاضوں کے بالکل منافی ہے

تو دوسری جاتب یہ ایک غیر مہذبانہ اور اخلاق سوز اقدام بھی ہے۔

جناب اسپیکر! - قرارداد کے محرک اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

مولانا محمد اسحاق خوستی! - جناب والا! مجھے کوئی لمبی چوڑی تقریر نہیں کرنی

ہے۔ اور نہ اس کی ضرورت ہے یہ قرارداد تھی میں نے پیش کر دی سارے معزز ممبران کو اس بارے میں علم ہے اور یہ ان کے اختیارات میں ہے کہ ہر ملزم کا پولیس چودہ دن کا ریمانڈ لے سکتی ہے۔ اور لازم تو درکنار عام مشبہ دالے آدمی کو بھی وہ حوالات میں رکھ سکتے ہیں۔ اس مشبہ میں کہ اس نے چور کا کیا ہے یا قتل کیا ہے اور وہ اس کو پکڑ لیتے ہیں لیکن بعد میں معلوم کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ وہ برک ہو جاتا ہے۔۔۔ جب یہ جسمانی ریمانڈ لیتے ہیں تو صاف کہتے ہیں کہ جسمانی ریمانڈ ہو گا۔ جب تک کسی ملزم کے خلاف جرم ثابت نہ ہو جائے تو دنیا کا کوئی قانون اس کو مجرم نہیں کہہ سکتا ہے۔ اور اگر وہ کسی ملزم کو گرفتار کرنے تو چودہ گھنٹے کے اندر کارروائی کرے۔ اور پھر اسی اثنا میں جو ڈشیل کر کے اس کو جیل بھیج دیا جائے۔ پھر جب عدالت میں جرم ثابت ہو جائے تو اس کو سزا دی جائے۔ ایسے وہ اذیت نہ پہنچائے۔

جناب اسپیکر -۱- نواب محمد اسلم رئیسانی -

نواب محمد اسلم رئیسانی -۱- جناب والا! میں مولانا صاحب کی قرارداد کے بارے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پہلے قانون میں یہ موجود ہے کہ کسی ملزم کو جسمانی اذیت نہیں دی جاسکتی یہ قانون کے مطابق ہے۔ بہر حال جب مولانا صاحب نے یہ قرارداد پیش کی ہے تو ہم بھی سمجھتے ہیں کہ کسی کو جسمانی اذیت نہیں دینی چاہیے اور پولیس کو پابند کرنا چاہیے کہ وہ اذیت دینے سے اجتناب کرے۔ میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اگرچہ اس کے لئے پہلے سے قانون بھی موجود ہیں۔

جناب اسپیکر -۱- میر صابر علی بلوچ -

میر صابر علی بلوچ -۱- جناب والا! میں مولانا صاحب کی اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں۔ یقیناً پولیس کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے۔ کہ وہ کسی شہری کو مزاد سے یا کسی سے زیادتی کرے۔ اس ایوان میں یہ بات پہلے بھی کی گئی ہے۔ کہ پولیس کی زیادتی کے خلاف اس ایوان

میں پہلے قرارداد پیش ہوئی تھی۔ آج ایک طرف تو مولانا صاحب پولیس کی بات کرتے ہیں اور اس ایوان میں جب کل پرسوں پولیس کی زیادتی کے خلاف تحریک التوائی گئی تھی تو مولانا صاحب بہت ناراض ہوئے تھے۔ تو ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ پولیس کی زیادتی کے خلاف ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ اور آج جو پولیس کی زیادتی کی بات کر رہے ہیں۔ تو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ بہر حال میں اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: اب میرٹھ اللہ جمالی صاحب قرارداد پر بحث کریں گے۔

میرٹھ اللہ خان جمالی: جناب والا! یہ قرارداد اپنی جگہ پر ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں ہر خبیثہ ہر مٹکے کے لئے قوانین ہیں۔ اور جہاں تک پولیس کا تعلق ہے بیشک وہ کسی کو اذیت نہیں پہنچا سکتی ہے۔ اور جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے تو فاضل ممبر کے لئے اس ایوان سے بہتر کوئی جگہ نہیں ہو سکتی ہے کہ یہ کہنا کہ پولیس اپنا روپہ اور طریقہ کا تبدیل کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سی آر پی سی ہے۔ اور دوسرے قوانین ہیں جن کا تعلق اس کے ساتھ ہے۔ یہ سی۔ آر۔ پی۔ سی کے تحت اور باقی تمام قوانین کے تحت یہ شاید اس کا سلسلہ پڑ جاتا ہے۔ یقیناً پولیس اپنی جگہ پر مگر کوئی انسان کسی انسان کی

زیادتی برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ چاہے وہ امیر ہوں یا غریب۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر کہ صوبائی حکومت اور قومی اسمبلی مرکزی حکومت اور قومی اسمبلی ہی چیزیں جو کہ ایک صوبہ میں نافذ نہیں ہو سکتے، کیونکہ نظام ایسا ہے جو کہ فہرست سسٹم کے تحت مرکز سے چلتا ہے اور *Rediate* کرتا ہے صوبوں میں تو جناب میں صرف اتنی گزارش کر دینا کہ وہ چیزیں جنکا تعلق مرکز سے بھی ہے تو صوبائی حکومت کو اتنی چھوٹ ضرور۔۔۔ دی جائے کہ وہ اس اسمبلی کے جو احساسات ہیں وہ ان تک ضرور پہنچائیں۔ جتنکے بار سے میں ہم بھی یقیناً تائید کریں گے۔ مگر یہ چیزیں ایسی ہیں جو کہ شاید صرف اس قرارداد یا اس اسمبلی تک محدود نہ رہ سکیں۔ ان کا دائرہ اختیار شاید کہیں اور بھی ہے۔ جناب اسپیکر! آپکا۔۔۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر!۔ جی لاڈ منسٹر صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور!۔ جناب اسپیکر! جیسا کہ جمالی صاحب

نے فرمایا اس قرارداد میں تو نہیں لیکن اپنی تقریر میں محرک نے یہ فرمایا ہے کہ فلاں فلاں قانون کے تحت، شاید قانون کا ذکر انہوں نے نہ کیا ہو تو میں انہیں یاد دہانی کراتا ہوں کہ یہ قانون کے تحت ہی وہ چودہ دن وہاں رہتا ہے اور اگر کوئی قانون سازی میرے

فاضل دوست کروانا چاہتے ہیں تو بہتر *مسلم* ان وائین کیلئے زینشنل اسمبلی ہوگا جہاں ہمارے علاقے سے بھی ممبر موجود ہیں۔ تو بہتر یہ گا کہ یہ تجویز انہیں دی جائے یا اس شکل میں قرارداد آئے اور یہ ایوان اس پر بحث کرے۔ اور ایسی قانون سازی کی ہم وفاقی حکومت کو سفارش کریں۔ جہاں تک پولیس کی زیادتیوں کا تعلق ہے۔ یہ زیادتیاں کئی بار نہ صرف بلوچستان میں بلکہ جہاں جہاں پولیس زیادتیوں کا تعلق ہے وہ طریقہ کار ایسا ہے کہ ہو جاتا ہے۔ اور جب بھی حکومت کے ٹولٹس میں ایسا کوئی غیر قانونی کام آیا ہو تو حکومت نے فوری طور پر نوٹس لیا ہے اور ان کے خلاف کارروائی ہوئی ہے۔ اگر یہ ایوان سمجھتا ہے کہ اس قرارداد کو اسی شکل میں پاس کر لیا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں در نہ میں سمجھتا ہوں اگر کچھ *مسلم* ہوتا تو شاید کچھ مزید اس پر عمل کر سکتے۔ یہ اب جس شکل میں ہے کوئی خاص سفارش نہیں ہے جس پر صوبائی حکومت یا وفاقی حکومت کچھ کر سکے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر ۱۔ مولانا خوشی صاحب اس قرارداد کو از سر نو بنانے کی بجائے

مولانا محمد اسحاق خوشی ۱۔ جناب والا امیری قرارداد میں کوئی ایسا چیز

نہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ وزیر قانون صاحب نے اس پر لمبی چوڑی بحث کر کے اسکو شک و شبہ میں ڈال دیا ہے کہ اس قرارداد میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ اس قرارداد کو منظور نہ کرنے کے معنی اور مقصد یہ ہو گا کہ یہ ایوان منظور کرتا ہے کہ پولیس والے عوام کو ماریں۔ میں وزیر قانون کی اس بات کو مانتا ہوں کہ چارہ جوٹی کرنا پولیس والوں کا حق ہے اور انہیں تھلنے میں رکھیں۔ اگر انکے پاس ایسا قانون ہے کہ وہ انہیں ماریں پیش تو وزیر قانون ہمیں کل یا پرسوں دکھائیں۔ جناب والا! میں پر زور اپیل کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔ یہ قرارداد وفاقی حکومت سے تعلق نہیں رکھتا ہے یہ صوبائی حکومت کا کام ہے کہ وہ پولیس والوں کو ہدایت کریں کہ وہ ایسا نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایسا

اسے فی الفور منظور کر لیا جائے۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد منظور کی جائے۔
(قرارداد منظور کی گئی)

جناب اسپیکر :- نواب محمد اسلم رئیسائی صاحب قرار داد نمبر ۳۸ پیش کریں۔

نواب محمد اسلم رئیسائی :- جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ۔

”یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ فیڈرل سروس کمیشن کے ذریعے ملازمین کی بھرتی کے لئے کوٹہ میں اضافہ کیا جائے کیونکہ موجودہ کوٹہ ۱۹۷۸ء میں (۳۰۵/۱) تین اعشاریہ پانچ فیصد منظور ہوا تھا مگر بلوچستان کی آبادی اور تعلیمی سہولتوں میں اضافہ کی وجہ سے یہ کوٹہ ناکافی ہو چکا ہے۔ کوٹہ کم ہونے کی وجہ سے صوبہ کے سینکڑوں تعلیم یافتہ افراد روزگار سے محروم رہ جاتے ہیں۔“

جناب اسپیکر :- قرار داد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ۔

”یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ فیڈرل سروس کمیشن کے ذریعے ملازمین کی بھرتی کے لئے کوٹہ میں اضافہ کیا

جائے۔ کیونکہ موجودہ کوٹہ ۱۹۷۸ء میں (۳۵/۱) تین اعشاریہ پانچ فیصد) منظور ہوا تھا۔ مگر بلوچستان کی آبادی اور تعلیمی سہولتوں میں اضافہ کی وجہ سے صوبہ کے سینکڑوں تعلیم یافتہ افراد روزگار سے محروم رہ جاتے ہیں۔“

جناب اسپیکر: کیا محرک اس قرارداد پر کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

نواب محمد اسلم ریسانی: جناب اسپیکر! میرے خیال میں وزیر قانون

اس پر بہتر تقریر کر سکیں گے۔ اس میں جناب یہ نشاندہی کی گئی ہے کہ ۱۹۷۸ء میں (۳۵/۱) آف دی ٹوٹل بلوچستان کو کوٹہ دیا گیا ہے۔ لیکن ۱۹۷۸ء کے بعد ہمارے صوبہ میں تعلیم یافتہ نوجوان تعلیمی اداروں سے فارغ ہوئے ہیں۔ اور وہ بے روزگاری کا شکار ہیں۔ لہذا میں آپ لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اسے منظور کریں اور صوبائی گورنمنٹ اس کو وفاقی حکومت کے ساتھ *Take up* کرے ہمارے کوٹہ میں اضافہ کیا جائے۔ ہمارے بے روزگار نوجوان ملازمت کے لئے در در کی ٹھوکریں کھانے سے بچ جائیں اور ان کو ملازمت مل جائے۔ انہوں نے اپنی تعلیم پر جو پیسہ خرچ کیا ہے اور محنت کی ہے وہ رائیگان نہ جائے۔ جناب اسپیکر! شکریہ۔

جناب اسپیکر ۱۔ جی مولانا خوستی صاحب فرماتے۔

مولانا محمد اسحاق خوستی ۱۔ جناب اسپیکر! ہم اس قرارداد کی پرزور
تائید کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر ۱۔ جی صابر بلوچ صاحب۔

میر صابر علی بلوچ ۱۔ جناب اسپیکر! یقیناً میں اس قرارداد کی
تائید کرتا ہوں اور اس قرارداد کے حق میں یہ عرض کروں گا کہ بلوچستان کا سب سے بڑا
مسئلہ بے روزگاری ہے۔ یقیناً بے روزگاری اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ لوگ
پہ چاہتے ہیں کہ وفاقی حکومت سے یا صوبائی حکومت سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ
ایک ایسا Scientific منصوبہ بنائیں جس سے بے روزگاری کا خاتمہ ہو سکے
چونکہ اس قرارداد کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے اور اس ایوان نے یہ قرارداد
وفاقی حکومت کو بھیجنا ہے تو جناب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح

بلوچستان میں ایک منتخب حکومت ہے اور عوام کے مفادات کا اور ان کے *Interest* کا پابند ہے اسی طریقے سے مرکز میں بھی ایک عوامی حکومت ہے۔ جس کے پاس عوام کے *Mandate* ہے۔ اور وہ عوام کی خواہشات اور عوام کے مفادات اور عوام کے مشکلات میں یقیناً دلچسپی لیتا ہوگا۔ میں اس قرارداد کی حمایت میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر صوبائی حکومت اس مسئلہ کو اٹھائے اور وفاقی حکومت کے ساتھ *dialogues* کرے۔ اور بلوچستان کے عوام کے مسائل کو بہتر طریقے سے ان کے سامنے پیش کرے تو مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ وفاقی حکومت۔ عوامی حکومت اس مسئلہ کو حل نہ کرے یا اس میں کوتاہی برتے۔

جناب اسپیکر! شکریہ۔

میر ظفر اللہ خان جمالی؛ جناب اسپیکر! میں معزز رکن جناب اہل

ریسانی صاحب کی قرارداد کی مکمل حمایت کرتے ہوئے اتنا ضرور عرض کروں گا کہ اس قرارداد کے بعد ایک اور قرارداد اسی نوعیت کی آ رہی ہے تھوڑا بہت فرق ضرور ہے مگر اس کی نوعیت تقریباً ایک ہی ہے۔ وہ یہ کہ یہ معاملہ بیروزگاری کا ہے۔ اس قرارداد میں یہ کہا گیا ہے۔ اور جیسا کہ فاضل ممبر نے کہا ہے کہ یہ ایک منتخب حکومت ہے اور مرکز میں بھی

منتخب حکومت ہے۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر! میں صوبائی موقف کی حمایت کرتے ہوئے اتنا ضرور عرض کرنا چاہوں گا جہاں تک ان چیزوں کا تعلق ہے گورنمنٹ ٹو گورنمنٹ بات ہوتی ہے۔ اور پارٹی سے بالاتر ہوتی ہے اور اس طرح عوام کی خدمت کرنا پڑتی ہے۔ یہ بات جو پچھلے عرصے سے چلتی ہے حکومت ہے آئین ہے۔ مرکز اور صوبے میں جہاں پر لیبر کو ترجیح دی جاتی ہے وہاں پر عوامی لیبر کو ترجیح نہیں دی جاتی۔ میں دوستوں کا مشکور ہوں کہ انہوں نے لکھا ہے صوبائی اور مرکزی حکومت کو وہ لکھنے بیٹھ کر یہ معاملہ اٹھائیں اور اسے طے کریں خدا کرے کہ یہ ہو جائے پچھلے بارہ تیرہ مہینوں سے ایسی کوئی بات نظر نہیں آئی آئندہ اگر کوئی ایسی بات ہو جائے تو بہت اچھی بات ہے اور ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں اور آج پھر عرض کر رہا ہوں کہ صوبائی اور مرکزی حکومت آپس میں بیٹھ کر فارمولا اور طریقہ کار طے کریں جس میں عوام کی بھی بھلائی اور ان کے بہتری ہو۔ باقی چیزوں سے ہٹ کر میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچستان ایک پسماندہ صوبہ ہے اور ہمیں اپنے اس حق کی ضرورت بھی ہے۔ بہر حال رابطہ ہونا چاہیے اگر عوام کی بھلائی کے لئے کبھی کڑوی گولی بھی کھانی پڑتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سیاست میں اتنی لچک ہونی چاہیے۔ جہاں تک عوام کا اور ان کی بہتری کا تعلق ہے میں اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اس کے بعد دوسری قرارداد آئے گی اس کی ایڈمنسٹریٹو پر

دوبارہ بات کروں گا۔

میسر ایئر مینگل :- جناب اسپیکر! اور معزز اراکین اسمبلی میں اس قرارداد کی پرزور حمایت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ لمبی چوڑی تقریر نہیں کرنا چاہتا ہوں جہاں تک فیڈرل گورنمنٹ کا تعلق اور بھرتی کے لئے کوٹے کا سوال ہے یعنی ۳ اعشاریہ ۵ کا مسئلہ کافی عرصہ سے چلا آ رہا ہے لیکن جناب اس پر کب عملدرآمد ہوا ہے میرے خیال میں اس معزز ایوان کا ہر رکن واقف ہے بلکہ بلوچستان کے عوام بھی اس سے واقف ہیں کہ صرف کتابوں میں کوٹہ بڑھانے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا بلکہ میں صوبائی حکومت سے درخواست کروں گا کہ مرکزی حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ کوٹہ بڑھانے کے ساتھ ساتھ اسپر عملدرآمد بھی کیا جائے۔

آخر میں میں اپنے معزز رکن کی اس قرارداد کی پرزور حمایت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر :- سر دار محمد خان باروزئی صاحب۔

سر دار محمد خان باروزئی :- جناب اسپیکر! اس قرارداد کی تائید کرتے ہوئے

یہ عرض کرونگا کہ اس میں کوئی مخالفت نہیں ہے وفاقی حکومت میں کون بیروزگار ہے میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جو توجہ دینے کے قابل بات ہے ہمارا علاقہ اور ہمارا صوبہ بہت زیادہ غریب صوبہ ہے لوگوں کے پاس وسائل کی کمی ہے یہاں پر آسامیوں کا کھی ہے لہذا لامحالہ طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم آگے بڑھیں۔ اپنے لوگوں کے حقوق پلئے کوشش کریں انکی نگرانی کریں اور ان کے حقوق منوانے کے لئے جتن کریں اس طرح ہم لوگوں کی خدمت کریں کہ انہیں روزگار کے مواقع ملازمتوں کی صورتیں میسر آئیں۔ جناب والا! میں اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ ہماری صوبائی حکومت اس سلسلے میں جو کچھ اس سے ہو سکے گودہ مسئلے کے حل کے لئے کر گزرے گی۔

میر جان محمد جمالی۔ جناب والا! میں اس قرارداد کی پرورد تائید کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ ۱۹۸۱ء سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو ہمارا کوٹہ ہے اس کے مطابق ہمیں جو نو سال سے ملازمتیں نہیں ملی وہ بھی ہمارے کوٹے میں ایڈجسٹ کی جائیں اس کے علاوہ جو چیزیں ہیں جس کے لئے میں کہوں گا ہمیں ۱۹۸۱ء سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۲ء بلوچستان کا کوٹہ ملنا چاہیے۔ لیکن اس کے باوجود بھی میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ اور یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہمارا یہ حق ہمیں ملنا چاہیے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب اسپیکر! جناب جان محمد جمالی صاحب

نے ایک نکتہ کی توجیہ کر دی جسے میں ایوان سامنے لانا چاہتا تھا۔ عدہ حکومت نے پچھلے مارچ سے مرکزی حکومت سے الگ معاملات کی نشاندہی کی ہے۔ اور جنہیں ہم سمجھتے تھے تصفیہ طلب سمجھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ان پر ہمارا حق ہے اس میں سرفہرستی یہ معاملہ بھی تھا کہ ہمارا کوڑا اس وقت ۲۱ اگست ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق ہونا چاہیے اور اس کے مطابق وفاقی حکومت نے اور دوسرے اداروں میں ملازمتیں ملنی چاہئیں۔ جب کہ پچھلے چند برسوں میں ۲۱ اگست ۱۹۸۱ء کے حساب سے ہمیں وہ ملازمتیں نہیں ملیں اس چیز کا بھی ہم ان سے مطالبہ کر رہے ہیں ہماری موجودہ حکومت کا یہ موقف ہے وہ اپنے حقوق کے لئے ان سے مطالبہ کرے کہ وہ اس تناسب سے ۱۹۸۱ء کے مطابق ہمارا حق بنتا ہے۔ وہ ہمیں ملنی چاہیے یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس ایوان نے متفقہ طور پر حکومت کے نقطہ نظر کی بھرپور تائید کی ہے میں امید کرتا ہوں جب کہ ایک سال تو گزر چکا خدا کرے کہ وفاقی حکومت کم از کم بلوچستان کے اس ایک مسئلے کو جو بلوچستان لوگوں کے روزگار سے تعلق رکھتا ہے اسے کم از کم منظور کر لے تاکہ نوجوانوں میں جو بے چینی پیدا ہو رہی ہے وہ دور ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر ۱۔ اب سوال یہ ہے کہ قرارداد نمبر ۳۸ بجانب لوہا محمد اسلم
ریسائی منظور کی جائے؟
(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب اسپیکر ۱۔ اب میر محمد اختر مینگل صاحب قرارداد نمبر ۳۹ ایوان میں پیش
کریں یہ مشترکہ قرارداد ہے جس میں میر ظفر اللہ خان جمالی صاحب بھی شامل ہیں۔

میر محمد اختر مینگل ۱۔ جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے یہ قرارداد پیش کرتا
ہوں کہ:

”یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ چونکہ صوبہ میں بے روزگاری
ایک سنگین مسئلہ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اور اس وقت صوبہ میں کافی نوجوان بے روزگار
ہیں۔ لہذا ڈپوٹیشن پر آئے ہوئے تمام ملازمین کو ان کے صوبوں میں واپس بھیجا جائے تاکہ
بے روزگاری کے مسئلہ پر کافی حد تک قابو پایا جاسکے۔“

جناب اسپیکر - ۱۔ قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ:

”یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ چونکہ صوبہ میں بے روزگاری ایک سنگین مسئلہ کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اس وقت صوبہ میں کافی لو جو ان بے روزگار ہیں۔ لہذا ڈپلومیشن پر آئے ہوئے تمام ملازمین کو ان کے صوبوں میں واپس بھیجا جائے تاکہ بے روزگاری کے مسئلہ پر کافی حد تک قابو پایا جاسکے۔“

جناب اسپیکر - ۲۔ محرک اپنی قرارداد پر تقریر کر سکتے ہیں۔

میر محمد اختر مینگل جناب اسپیکر! اس قسم کی قرارداد اب سے تھوڑی دیر

پہلے بھی پاس ہوئی ہے۔ بے روزگاری کا جو مسئلہ وہ اس ملک میں ایک مرض کی طرح پھیلا ہوا ہے۔ خصوصاً صوبہ بلوچستان میں دوسرے صوبوں سے بھی زیادہ ہے ظاہر ہے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو مکمل طور پر تو حل نہیں ہو سکتا ہے مگر کسی حد تک اگر ہم چاہیں تو حل بھی ہو سکتا ہے۔ ہم مرکز سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ بلوچستان کا جو ملازمتوں کا کوٹہ ہے وہ ہمیں پورا دیا جائے۔ لیکن اس سے پہلے ہم اپنے گریباں میں جھانک کر دیکھیں کہ آیا ہم اس مسئلہ کو کس

حد تک حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یا اس کے بارے میں ہم کچھ سوچا ہے یہاں گریجویٹ
 انجینئرز سب ٹھوکیں کھا رہے ہیں ڈگریاں ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں بے روزگاری سے تنگ
 اگر جب یہ نوجوان آواز اٹھاتے ہیں تو ان کو سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا جاتا ہے۔ آخر یہ
 بے روزگار جائیں کہاں؟ کس کا دروازہ کھٹکھٹائیں مرکز کے پاس جانے سے ان کو کچھ نہ
 ملے گا چاہے وہاں پر حکمرانی موجودہ حکومت کی ہو یا کسی آنے والے شریف یا بد معاش کی ہو
 وہاں پر ان کی کوئی سُننے والا نہیں ہے بلوچستان سے تعلق رکھنے والے دو افراد کسی دیگر صوبے
 میں ڈپوٹیشن پر ملازم تھے لیکن ان کو وہاں سے واپس بھیج دیا گیا۔ کیونکہ ان کا قصور صرف یہ
 تھا کہ ان کا تعلق صوبہ بلوچستان سے تھا۔ اس کے برعکس ہم بلوچستان میں دیکھیں تو بعض
 محکموں میں حد سے زیادہ دوسرے صوبوں کے لوگ یہاں پر کام کر رہے ہیں۔ کیا ہم سوچ لیں
 کہ بلوچستان میں ہمیں کوئی کلرک بھی نہیں ملتا ہے جو کہ ہم دوسرے صوبوں سے منگواتے ہیں۔ اس
 طرح جب جو ایک صنعتی علاقہ ہے وہ دوسرا کراچی بنتا جا رہا ہے اس میں دیکھیں کہ ۷۵ فی صد کوٹ
 مرنجی لوگوں کے لئے منظور کیا گیا تھا وہ بھی اب تک پورا نہ ہوا۔ ۱۶ دسمبر کی جو تاریخ مقرر کی گئی
 تھی وہ گزر بھی چکی ہے اور اب ۲۱ جنوری بھی گزر چکا ہے اور اس پر ابھی تک کچھ نہیں ہوا ہے
 اب اسکا تدارک کیا جائے آیا وہاں پر جو حالات پیدا ہوئے ہیں ہم ان کا مقابلہ کر سکیں گے
 میں موبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ کچھ فیصد کا جو کوٹ مقرر کیا گیا تھا۔ اس کو جلد سے

جلد پورا کیا جائے باقی کا جو پچیس فیصد کا ہے وہ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے پاکرچی میں یا دوسرے صوبوں میں آبادان لوگوں کے لئے مخصوص کیا جائے اور ان کو اس باقی کوٹہ پر لگایا جائے۔ میں حکومتی پارٹی اور اپوزیشن کی بچوں پر بیٹھے ہوئے حضرات سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس مسئلے پر توجہ دیں اسے حل کریں کیونکہ یہ مسئلہ نہ صرف آپکا اور ہمارا ہے یہ مسئلہ پورے بلوچستان کا ہے یہ اس کے عوام کا ہے ہم اور آپ اسی عوام کے نمائندے ہیں اگر یہ مسئلہ ہم نے حل نہ کیا تو یقیناً کل کوئی خاکی وردی والا آکر حل نہیں کرے گا۔

جناب والا! میں ایک بار پھر اس معزراوان سے درخواست کروں گا کہ اس قرارداد کو منظور کی جائے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر۔ میرٹھ اللہ جمالی صاحب۔

میرٹھ اللہ جمالی۔ جناب والا! چونکہ میں اس قرارداد کا mover ہوں بھی ہوں۔ ایک اور قرارداد پر تھوڑی دیر پہلے میں نے گزارش کی تھی جو قرارداد نواب رئیسانی صاحب نے پیش کی تھی وہ بھی تقریباً اس قسم کی تھی اس

قرارداد میں فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں کچھ اضافہ کر دیا گیا ہے وہ یہ کہ ڈپوٹیشن پرتے ہوئے حضرات کو ان کے صوبوں میں واپس بھیجائے۔ جناب والہ! میں اس وقت ایک دو چیزوں کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ آپ کے توسط سے مجھے تسلی ہے کہ صوبائی حکومت کے ارکان بھی میرا ساتھ دیں گے۔ اور حمایت کریں گے اور مجھے پتہ چلا ہے کہ ہماری صوبائی حکومت اس سے پہلے اس چیز پر کام کر رہی ہے۔ جہاں تک مرکزی حکومت کا تعلق ہے اس کے متعلق میں نے پہلے بھی عرض کر دیا ہے یہ بالکل سچا ہے کہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق یہ کوٹہ ۱۴۵ ہو گیا ہے اور پہلے جو تناسب تھا ۵۳ تھا۔ ۸۱ کی سینسر کے مطابق یہ تناسب کس نے بنایا ہے کونسی حکومت نے بنایا ہے۔ کس کے ساتھ مل کر بنا یا ہے۔ ہم اس وقت کسی پارٹی میں تھے نہ ممبر تھے اور نہ قومی اسمبلی میں تھے یہ ہم سے پہلے کہا بات ہے اور یہ تناسب ہم سے پہلے کا بنا ہوا ہے۔ اب حکومت بننے پر جو اصحاب مرکزی حکومت میں چلے گئے ہیں یا صوبائی حکومت بننے کے بعد اقتدار میں ہیں تو ان کا صحیح پتہ ہوگا کہ اس قسم کی چیخ و پکار چلتی رہتی ہے۔ مگر اس پر عمل درآمد نسبتاً کم ہوا ہے۔ مگر آج تک ہمارے بچے ایم۔ اے۔ لے تو نہیں کیونکہ ان کو ایم۔ اے۔ تک پہنچنے کے لئے بھی زیادہ وسائل چاہئیں مگر بہت سے گریجویٹس انٹر۔ میٹرک تک پڑھے لکھے ہیں ان کے مسائل اتنے زیادہ ہیں کہ ان کے لئے روزگار فراہم کرنا بہت مشکل

ہو جاتا ہے۔ جب ہم مرکز سے بات کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ آپ کے لوگوں میں
 اتنی قابلیت نہیں ہے۔ ان کا معیار تعلیم کم ہے۔ یا افسران پورے معیار کے مطابق نہیں
 ہے۔ اور ان میں کوئی قابلیت نہیں ہے۔ جناب والا! یہ اعتراضات غلط بے بنیاد
 فرسودہ اور من گھڑت ہیں۔ یہ ایک بہانہ ہے۔ کیونکہ جب تک آپ کسی شخص کو
 کام کرنے کا موقعہ نہیں دیں گے انکو کام کرنے کا موقعہ فراہم نہیں ہوگا۔ تو وہ کسے
 کام سیکھیں گے۔ اگر ان پڑے لکھے نوجوانوں کو اور ان چھوٹے موٹے افسران کو
 آپ جب موقع فراہم نہیں کریں گے تو یہ آپے معیار کے مطابق کیسے آسکتے ہیں۔ جب
 وہ کسی محکمے میں دیکھتے ہیں کہ فلاں شخص معیار کے مطابق نہیں ہے یا بلوچستان سے
 نہیں مل رہا ہے تو وہ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن اسلام آباد سے بھیج دیتے ہیں کہ فلاں
 صوبے میں جا کر کام کریں۔ جن کا نہ اس صوبے سے تعلق ہوتا ہے نہ ان کا کوئی
 واسطہ ہوتا ہے۔ نہ ان کے دل میں یہاں کے لوگوں کے لئے کچھ دکھ درد ہے نہ انکو
 یہاں کی رسومات کا پتہ ہوتا ہے نہ ان کو کوئی ہمدردی ہے۔ جیسا کہ انڈیا میں ایسٹ
 انڈیا کمپنی آئی تھی ان کی تمام تر وفاداریاں تاج برطانیہ کے ساتھ تھیں ہم ان لوگوں کے
 بارے میں یہ کہتے ہیں کہ جناب یہ ایسٹ انڈیا کا زمانہ نہیں ہے۔ پاکستان اس وقت
 آزاد ملک ہے اور یہ صوبہ ہر لحاظ سے سیاسی طور پر مکمل آزاد ہے۔ یہاں سیاسی اور

اپنے جغرافیائی لحاظ سے اور اس کے اپنے قبائلی رسم و رواج ہیں تو ہمارے ساتھ ایسٹ انڈیا والا برتاؤ نہ کیا جائے۔ خدارا ہمیں چھوڑ دیں۔ ہمارے بچے آج نہیں تو کل ضرور سیکھ جائیں گے۔ پڑھ سیکھ جائیں گے۔ یاد و سال بعد سیکھ جائیں گے۔ مگر ان کو موقع دیں ان کو لازمت کرنے کے مواقع فراہم کریں۔ تاکہ وہ معیار کے مطابق آسکیں اور جب ہم کل اسمبلی میں نہ رہیں یہ اسمبلی تو ایسا ادارہ ہے جو پشت در پشت چلے گا تو ہم سے بعد میں آنے والے مہران یہ نہ کہیں کہ جو ہم سے پہلے مہران تھے وہ ہمارے لئے کچھ نہ کر گئے اس ایسٹ انڈیا کمپنی والا حال ہمیں نہیں کرنا چاہیے اب صوبہ بلوچستان اختیارات کے لحاظ سے مکمل آزاد صوبہ ہے اور اس کو اختیارات کے لحاظ سے مکمل صوبہ بنانے کیلئے ہم آپ کا ساتھ دیں گے جناب اسپیکر! ۱۹۷۱ء میں یہ صوبہ بنا۔ خدا تعالیٰ کی مہربانی ہوئی ہماری جان چھوٹی۔ اور اب یہ علیحدہ صوبہ ہے اگرچہ بیس سال سے ہم اس معیار پر نہیں آسکے ہیں جو کہ ہونا چاہیے تھا یہ معیار کسی اور کے وضع کردہ تھے ہمارے نہیں تھے یہی وجوہات ہیں کہ ہم اس معیار تک نہیں پہنچ سکے ہیں۔

جناب والا! اذان ہو رہی ہے کہتے ہیں جب کوٹھاسچی بات کہی جا رہی ہو اذان

ہو جائے۔ تو غالباً اللہ کی رضا بھی شامل ہو جاتی ہے

جناب والا! میں بات کر رہا تھا ڈپوٹیشن کی جناب اسپیکر میرا قطعاً یہ مقصد

اور مطلب نہیں ہے ہم کسی کی ذات کے خلاف ہیں ہم یہ کہتے ہیں دوسرے پاکستانی جو لوگ ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ ہمارے صوبے میں داخل نہ ہوں اس سے میری قطعاً مراد نہیں ہے اس سے مراد ہمارے اپنے جذبات اور احساسات ہیں کیونکہ یہاں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ہمارے بچوں کو نوکریوں کی سہولت چاہیے۔ لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم کسی احسان نہیں چاہتے ہم کسی سے کچھ نہیں مانگتے جناب والا! اس ضمن میں آپکی توسط سے یہ کروں گا۔ کہ بحیثیت صوبے میں جو چیزیں سامنے آتی ہیں ان میں ایک فیڈرل میں تقرر ہے اور دوسرے کنسیشن ہیں میں صوبائی حکومت سے یہ اپیل کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ یہ بات مرکز تک بھی پہنچے گی بحیثیت صوبے سے میری مراد میری اپنی ذات نہیں ہے بلکہ صوبہ بلوچستان کے لئے اپنا حق مانگنا ہے یعنی جو ہمارا حق بنتا ہے ایک چوتھائی کے کیونکہ چار صوبے ہیں اور ہمیں چوتھا حق ملنا چاہیے اور یہ ہمارا حق ہے اگر ہمیں یہ حق نہیں دیا جائے گا تو ہماری جدوجہد جاری رہے گی کیونکہ جب تک ہمارا حق نہیں ملتا ہم کنسیشن پر بات نہیں کر سکتے کنسیشن پبلک سروس کمیشن پر ہوتی ہے ہمیں اتنے دھچکے لگے ہیں کہ ہمارا حق تو ہمیں ملتا نہیں اور صوبے کو لوگ کنسیشن دیتے ہیں یہ فیڈرل سیٹ اپ ہے جس پر وہ کہتے ہیں ہم آپکو آپکا حق دے دیا اسپر ہم اشک شوئی کریں۔ ہمارا دل تو یہ نہیں چاہتا اس سے نہ ہمارا دل بھرتا ہے اور نہ ہمارا پیٹ بھرتا ہے

انہیں چاہیے کہ جو ہمارا حق ہے ہمیں دیدیں۔ کنسیشن کی بات بعد میں کہیں اس پر ہمیں
اعتراف نہ ہوگا۔ جناب اسپیکر! ہماری آبادی تھوڑی ہے اور اس وسیع و عریض بلوچستان
میں اللہ کا بڑا کرم ہے۔ یہاں پر ہر چیز کی موجودگی ہے۔ ہر چیز کی بہتات ہے میں سمجھتا
ہوں کہ اسی گھنٹہ نے ہمارا بیڑا عرق کر دیا اگر ہمیں حق مل جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ
ہمارا ایک بچہ بھابے روز گاہ نہیں رہے گا۔ میرے پاس سنسیس ہیں اعداد و شمار ہیں یہ میں
نے انہیں اس وقت دیئے تھے جب میرا تعلق مرکز سے تھا اگر صرف اس صوبے کا حق
ہی دیدیا جائے تو ہمارے بچے بے روزگار نہیں رہیں گے اسکے بعد کنسیشن ہمیں
مرکز سے ملنا چاہیے وہ ملیں وہ بھی ہمارا حق ہے اور بحیثیت صوبے کے وہ حق بھی ہمیں
ملنا چاہیے کیونکہ بحیثیت چار صوبوں کے میرے صوبے کا کنسیشن ہونا چاہیے اگر یہ میرا
حق مجھے مل جاتا ہے تو ہم سمجھتا ہوں کہ ہمیں کنسیشن کیلئے ہاتھ نہیں پھیلا نا پڑے گا اور
جو آسامیاں آئیں گی وہ سرپیس *Supplies* ہوں گی اگرچہ یہ صورتحال مرکز بھی اپنے
ذہن میں سوچ لے تو میں صوبائی حکومت سے گزارش کروں گا کہ اگر وہ مجھے حکم دیں
تو میں اس پر ایک تفصیلی رپورٹ بھجوادوں بیشک آپ اس کے لئے ایک ٹیم
بنائیں۔ جو گورنمنٹ کی پالیسی ہے یہ بات میرے علم میں ہے میں نے صبح بھی قائد ایوان
سے گزارش کی ہے اور وزیر پارلیمانی امور سے جب صوبائی حکومت پہلے ہی اس پینر

پر کام کر رہا ہے۔ اور ہم اس کے حق پر ہیں اس بات کا مجھے علم نہیں تھا تو ہم ریزولیشن پر آگے میں یہ چاہتا ہوں کہ جو ہمارے احساسات تھے وہ حکومت تک پہنچیں آپ جو کچھ کر رہے ہیں وہ گورنمنٹ کے ادارے تک محدود ہیں یعنی آپکی وزارت، آپ کی کابینہ، اور آپ سیکرٹریٹ وغیرہ لیں ہم نے یہ محسوس کیا اگر ہم اس اسمبلی میں جو عوامی اسمبلی ہے۔ جس پر یہ آواز اٹھانا ہوتا ہے ہم یہ عوام کی آواز اس اسمبلی کے ذریعے حکومت تک پہنچانا چاہتے ہیں۔

جناب والا! مجھے معلوم ہے کہ آپ یہ محسوس کر رہے ہوں گے کہ مجھے کافی وقت ہو گیا ہے۔ مگر چونکہ یہ ایک اہم معاملہ ہے لہذا میری کوشش ہو گی کہ اپنی تقریر جلد ختم کر دوں لیکن اس کے ساتھ آپ کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ اگر کوئی ریزولیشن ایک مرتبہ اسمبلی میں پیش ہو جائے تو پھر چھ ماہ تک دوبارہ پیش نہیں کیا جا سکتا اور جب تک معلوم نہیں کہ حالات میں کیا تبدیلی واقع ہو میں اپنے نوجوانوں سے گزارش کروں گا جو روزگار کی تلاش میں ہیں کہ سرکاری ملازمتیں بھی ملازمتیں نہیں ہوتیں اگر کوئی نوجوان یہ کہے کہ مجھے صرف ملازمت چاہیے۔ مجھے افسر کا چاہیے یہ ناممکن ہے یہ نہیں ہو سکتا۔ لہذا میں سفارش کرتا ہوں کہ جو بیسنس کنسرن ہیں انڈسٹریز ہیں ٹریڈرز ہیں۔ یا مینیکل سٹریٹرز ہیں یہ ایسی چیزیں ہیں کہ جس میں ہم اپنے بچوں کو ڈالیں تو کل کو ہمیں کو لگ نہیں رہے گا کہ

بلوچستان کا لڑکا اس معیار پر نہیں اترتا میں یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا کچھ کسی سے بہتر نہیں ہے تو کسی سے کم بھی نہیں ہے۔

جناب والا! دوسری عرض میں ڈیپونینٹ سے یہ عرض کروں گا کہ بھائی آپ نے ہماری بہت مدد کی ہے رہنمائی کی ہے مگر اب ہمارے بچے جوان ہو چکے ہیں اب ہمارے بچے خود تعلیم یافتہ ہیں ہمارا گھر سدھر چکا ہے آپ مہربانی کر کے اپنے صوبوں کو جائیں ان کے بعد میں اپنے انجینئرز سے بھائی یہ گزارش کروں گا جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ انجینئرز کو روزگار نہیں ملتا ہے یا ان کے لئے روزگار نہیں ہے۔ جناب والا! جرمنی میں ۱۹۳۰ء میں جب ایم ٹی م بنے تو جتنے بھی بے روزگار انجینئرز تھے انکو ہٹلر نے حکم دیا کہ یہاں پر جتنے بھی بے روزگار انجینئرز ہیں ہم آپ کو دو وقت کا کھانا دیں گے آپ کو روٹی کپڑا دیں گے آپ اس ملک کی خدمت کیجئے ان انجینئرز کی وجہ سے اور کچھ دیگر مددگاروں کی وجہ سے انہوں نے پہلی دفعہ دنیا میں سڑکیں بنائیں جن کا نام ایم ٹی ایم ہے۔ مجھ سے بہتر ہمارے قائد ایوان صاحب جانتے ہیں کیوں کہ وہ زیادہ تجربہ کار ہیں وہ اس چیز کو بہتر جانتے ہونگے اگر میں غلط ہوں تو میری تصحیح کریں بہر حال ان انجینئرز کو یہ کام سونپا گیا ان کاروزگار کا مسئلہ طے ہوا جرمنی کی ڈیولپمنٹ ہوئی۔ اور یہ پہلا ملک تھا جس نے بہترین سے بہترین سڑکیں اپنے ہاں بنائیں۔ تو میں ان بچوں سے گزارش کروں گا کہ اگر بلوچستان میں وہ یہ چیز اپنالیں

اور اس کو برا نہ مانیں اپنی ہتک نہ سمجھیں۔ جب ان کو دو وقت کا کھانا ملتا ہے کپڑا ملتا ہے۔ تو وہ یہ نہ کہیں کہ ہماری ہتک ہوئی ہے وہ یہ نہ دیکھیں کہ ان کا کوئی ساتھی نائب تحصیلدار ہے وہ بہت کما رہا ہے۔ چنانچہ اس صوبے کے لئے ہر ایک نے اپنا حصہ ادا کرنا ہے۔

جناب اسپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں اپنے مجھے بہت وقت دیا ہے اپنے میرا موقف سنا ہے جس طرح سے صوبائی حکومت نے اس کام کے لئے بیڑا اٹھایا ہوا ہے مگر ہماری خواہش تھی کہ یہ معاملہ اسمبلی کے سامنے آئے اور اگر ہمیں پہلے پتہ ہوتا کہ حکومت اس مسئلے کو حل کر رہی ہے تو ہم ان کے پاس پہلے جاتے اور یہ نوبت نہ آتی چنانچہ اب یہ صوبائی حکومت ان تمام مدت کو مد نظر رکھے گی اور ان تمام امور کو طے کرے گی کیونکہ یہ صرف ایک حکومت سے نہیں ہو سکتا ہے۔ جتنک مرکز اور صوبے جذبہ ایثار سے کام نہیں کریں گے یہ حل نہیں ہوگا۔ یہ جذبہ ایثار سے کرنا چاہیے۔

نواب محمد اسلم عیسانی؛ جناب والا! میں اس قرارداد کی پر زور تائید کرتا ہوں۔

مولانا محمد اسحاق خوستی - جناب اسپیکر! ظہر کی نماز کا وقت ہو رہا ہے جناب والا اگر اس کے لئے آپ پھٹی دے دیں۔

جناب اسپیکر - تھوڑی سی کارروائی اور ہے پھر اجلاس برخواست ہو جائے گا۔

جناب اسپیکر - محمد ایوب بلوچ۔

مسٹر محمد ایوب بلوچ :- جناب اسپیکر! قائد ایوان اور معزز اراکین اہلی جناب والا! یہ قرارداد جو ابھی منسٹر کے طور پر پیش ہوئی ہے۔ میں اس کی مکمل تائید کرتا ہوں اس لئے کہ بلوچستان ایک پسماندہ صوبہ ہے جو شروع سے آج تک مختلف سطحوں پر نظر انداز ہوتا رہا ہے یہاں کے وہ نوجوان جنہوں نے غربت اور کسمپرسی کی حالت میں ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ آج وہ اپنے آپ کو بے سہارا محسوس کر رہے ہیں۔ حالانکہ موجودہ حکومت کی بحالی میں انہوں نے سرگرم کردار ادا کیا ہے جس کا

تعلق اس ایوان میں موجودہ مختلف پارٹیوں سے رہا ہے۔ جنہوں نے ہر گرم و سرد موسم میں بھی ان پارٹیوں کو متحرک رکھا ہے اور جب تک یہ خواب تھا کہ بلوچستان کی یہ پارٹیاں جو انصاف و مساوات کی علمبردار کہلاتی ہیں اقتدار کی کرسی پر براجمان ہیں بلوچستان کے اس اہم مسئلہ یعنی بے روزگاری کو پہلے پہلے میں ختم کر دیں گے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایک سال گزرنے کے باوجود اس اہم مسئلے پر چشم پوشی اختیار کی جا رہی ہے۔

جناب والا! حکومتیں اس وقت مستحکم کہلاتی ہیں جب وہ عوام کے مسائل کو کم کرنے اور ان پر قابو پانے میں کامیاب ہو سکیں دعویٰ تو ہم نے بہت بڑے کئے تھے کہ ہم اقتدار کی کرسیوں پر بیٹھے ہیں ہم عوام کے تمام مسائل کو حل کریں لیکن دوسرے مسائل تو ایک طرف ابھی تک بے روزگاری کے مسئلے پر قابو نہیں پایا جاسکا ہے۔ بکٹ میں جن چار ہزار آسامیوں کو پر کرنے کی بات کی گئی تھی ان کے بارے میں تو کوئی شواہد نہیں کہ ان میں سے کتنی آسامیاں پر کی گئی ہیں اور کتنی ابھی تک خالی پڑی ہیں۔

جناب والا! جہاں تک ڈیپوٹیشن کا مسئلہ ہے وہ ہنوز اس طرح پڑا ہوا ہے ابھی تک وہی پرانی ڈگر پر چلنے کا رواج باقی ہے۔ اپنے صوبے کے نوجوان ڈگریاں

ہاتھ میں لئے ہوئے روزگار ڈھونڈ رہے ہیں اور دوسری جانب دوسرے
 صوبوں سے نوجوانوں کو لا کر یہاں کے مقامی نوجوانوں کی حق تلفی کی جا رہی ہے کیا یہی وہ
 انصاف ہے جس کے ہم گن گاتے رہے ہیں؟ جناب والا! بے روزگاری ایک ایسا مسئلہ
 ہے جسے یقیناً ایک سال میں تو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ بہر حال اس سلسلے میں ابھی سے اگر
 چند ایک اقدامات کئے جائیں تو ایک حد تک اس مسئلے کی شدت کو کم کیا جاسکتا ہے۔
 ۱۔ دوسرے صوبوں سے ڈیپوٹیشن پر آئے ہوتے تمام افراد کو واپس
 انکے صوبوں میں بھیج دیا جائے۔

۲۔ بلوچستان میں موجود بڑے پراجیکٹس مثلاً پسنی فش ہاربر گوادر
 منی پورٹ سندک پراجیکٹ اور ہب انڈسٹریز میں فوری طور پر
 روزگار کے مواقع پیدا کئے جائیں۔

۳۔ جتنی بھی آسامیاں مختلف محکموں میں ابھی تک خالی پڑی ہوئی ہیں ان کا
 اشتہار جاری کر کے خالی آسامیوں کو پر کیا جائے۔

جناب عالی! یہی وقت ہے کہ ہم بے روزگاری کے مسئلے کو کم کرنے اور مکمل
 طور پر ختم کرنے کے لئے اقدامات کریں اسلئے کہ نوجوانوں میں اس مسئلے پر کافی
 اضطراب پایا جاتا ہے۔ اس طرح نہ ہو کہ وہی نوجوان جو کل تک ہمارے صفوں میں

شامل رہ کر جمہوریت کے لئے جدوجہد کرتے رہے ہیں آج ہی اپنے ہی منتخب نمائندوں کے خلاف کھڑے ہوں۔ اور پھر نہ جانے رفتن ہو اور پائے ماندن۔ لہذا اس پر غور و خوض فرمائیں۔ شکریہ۔

میر جان محمد جمالی :- جناب والا! میں اس قرارداد کی پرزور

حمایت کرتا ہوں

جناب اسپیکر - میر صابر علی بلوچ۔

میر صابر علی بلوچ :- جناب والا! میں اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں

اس سے پہلے بھی ایک قرارداد پیش کی گئی تھی جس کا تعلق فیڈرل حکومت سے تھا۔ جس میں کوٹہ بڑھانے کی اور تناسب کے مطابق ملازمتیں دینے کی بات کی گئی تھی۔ لیکن اس قرارداد کا تعلق صوبائی حکومت سے ہے جس طرح سے معزز رکن نے فرمایا ہے کہ یہ عوام کے منتخب نمائندوں کا کام ہے اور یہ عوام کی قائم کردہ حکومت کا کام ہے کہ عوام کے مسائل حل کرے بے روزگاری کو حل کرے اور یقیناً بے روزگاری کے مسئلے کو ترجیح

دینی چاہیے۔ اگر یہ عوام کی حکومت ہے اور اگر عوام کے مسائل کو حل نہیں کر سکتی ہے تو پھر ظاہر ہے جیسا کہ میرے دوست نے فرمایا ہے کوئی شب خون مارنے والا شخص رات کی تاریکی میں اقتلاً پر قابض ہونے والا شخص تو ہمارے لئے اس مسئلے کو حل نہیں کر سکے گا۔ پیشتر اس کے یہ مسائل بڑھ جائیں اور ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو ضرور کہہ ہے کہ یہ سہرا حکومت اپنے سر لے اور اس مسئلے کو حل کر اور اس بے روزگاری کے اس سنگین مسئلے کو حل کرنے کے لئے کوئی سائنسی بنیادوں پر اس مسئلے کو حل کرے جب اس مسئلے کو پیش کیا گیا ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ جناب ہم نے وفاقی حکومت سے رجوع کیا ہوا ہے اور یہ کس طریقے سے کیا گیا ہے یہ میرا سمجھ میں نہیں آیا ہے بہر حال رجوع کرنے کے بھی مختلف طریقے ہیں۔

جناب والا! میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ ڈیپوٹیشن کا یہ مسئلہ تو وفاقی حکومت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا ہے اور اگر اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے یہ حکومت سنجیدہ ہے تو بے روزگاری کے مسئلے کو حل کرنے کیلئے اور ڈیپوٹیشن کے مسئلے کے لئے کوئی ٹھوس عملی اقدام اٹھائے اور اس مسئلے کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جانے چاہئے تھے اور ایک سال سے یہ حکومت بننا ہے اس کی جو کارکردگی رہا ہے اس نے جو کمالات دکھائے ہیں اس کے لئے میں کیا کہوں حکومتی پارٹی والے خود فرما رہے ہیں انہوں نے اپنی کارکردگی کو خود بیان فرمایا ہے اور میں جناب معزز رکن کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ایک سال میں تو وہ

اس مسئلہ کو حل کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں مگر ہر بات میں وفاقی حکومت کو بیچ میں لانا ہر بات میں فیڈرل گورنمنٹ کو فریق بنانا یہ اس مسئلے کا کوئی حل نہیں ہے بہتر ہے کہ اس کے لئے کوئی جامع پالیسی وضع کی جائے اور جہاں تک ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے لوگوں کا تعلق ہے یہ کونسے اشخاص ہیں جو ڈیپوٹیشن پر لائے گئے ہیں جس کے بغیر یہ حکومت نہیں چل سکتی ہے۔ اور نہ اپنی کارکردگی دکھا سکتی ہے۔ جو بھی باہر سے آئے۔ نئے گئے ہیں وہ کسی بھی شعبہ سے ہوں میں سمجھا ہوں کہ ان سے بہتر اور زیادہ قابل تجربہ کار لوگ آپ کے پاس یہاں موجود ہیں۔ لیکن یہ بات ساری اعتماد کی ہے آپ اپنے لوگوں پر اپنے افسران پر اعتماد کریں انکو کام کرنے کا موقع دیں مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ افسران کیوں منگوائے گئے تھے۔ اور یہ کیوں کیا گیا میں امید کرتا ہوں کہ یہ ڈیپوٹیشن پر لائے ہوئے لوگوں کو واپس بھیجا جائے گا اور صوبے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو کھپایا جائے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر :- وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور :- جناب والا! اس ریوزولیشن پر ہمارے ساتھیوں

نے بڑی مفصل روشنی ڈالی ہے میں اس وجہ سے اپنی تقریر کو مختصر رکھوں گا۔ یہ بھیجے

عجیب اتفاق ہے جب میری تقریر کرنے کا موقع آتا ہے یا تو وقت ختم ہو رہا ہوتا ہے یا میرے نظر اللہ جمالی صاحب نے مفصل روشنی ڈال کر میری بڑی مدد کردی ہوتی ہے۔ جناب اسپیکر! میں آپ کے توسط سے معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ موجودہ حکومت نے اس مسئلے پر کچھ نہ کچھ پیش رفت ضرور کر لی ہے اور ان تمام حضرات کی فہرست بنائی ہے جو یہ صوبہ بننے سے یہاں کام کر رہے تھے اور بعد میں یہاں پر رہ گئے اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو ۷۰ کے بعد یہاں آئے ہیں۔ اب اس مسئلے کو چیف سیکریٹری کے پول تک اٹھایا جا رہا ہے جب حکومت کے سامنے پورے اعداد و شمار آجائیں گے تو حکومت پھر اس مسئلے کو دیگر صوبوں کے ساتھ مل بیٹھ کر اس کا حل نکالنے کی کوشش کرے گی۔ جو بنیادی مسئلہ ہے وہ ہمارے سامنے ہے اور سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری کا ہے جس سے یہ حکومت آگاہ ہے اب میں اس کی طرف آتا ہوں جس پر ہمارے معزز ممبران نے زیادہ روشنی ڈالی ہے اس ضمن میں بڑے فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ موجودہ حکومت کی روایت رہی ہے کہ ہم جہاں بھی نفل ہوئے اور جس کام کا ہم نے ارادہ کیا تھا اور وہ نہیں کر سکے ہیں تو اس کو چھپانے کی کبھی کوشش نہیں کی ہے۔ بلکہ اس ایوان میں اور باہر بھی حکومتی پارٹی کے ارکان نے اور خود وزراء صاحبان نے بھی اس چیز کو تسلیم کیا ہے کہ ہم کسی مسئلے پر قابو نہیں پاسکتے ہیں۔ یا پورا نہیں کر سکتے ہیں اور ہر چیز کا بر ملا اظہار کیا ہے۔ بے روزگاری کو اس صوبے سے

ختم کرنا یہ کام موجودہ حکومت کے سرفہرست ہے۔ لیکن وسائل کو دیکھنا پڑتا ہے اور اراضی شعبوں کو دیکھنا پڑتا ہے کہ ہم کہاں کہاں کام کر سکتے ہیں اور اس چیز کا زیادہ تر حجان ہے کہ ہم زیادہ تر ملازمتیں حکومت کے محکموں میں ہی پیدا کر نیکی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ حکومت کے محکموں کو مرکزی ملازمت کو ترجیح دیتے ہیں۔

جناب اسپیکر! اس دفعہ ہم جولے ڈی پی بنا رہے ہیں اس میں ہماری کوشش ہے کہ اس دفعہ ایسی اسکیمات زیادہ آئیں جس سے زیادہ لوگوں کے لئے روزگار پیدا کیا جاسکے۔ اور ہم اس کے لئے صنعتی شعبے میں خاص کر یہ کوشش کریں گے کہ صوبائی حکومت صنعتیں لگائے اور روزگار کے مواقع پیدا ہوں اور عوام کا یہ بے روزگاری کا مسئلہ حل ہو۔ صوبائی ہیڈ کوارٹر کے علاوہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں صنعتیں لگائی جائیں۔ صنعتی

ہیڈ کوارٹر میں عوام کو صنعتیں لگانے کے مواقع فراہم کریں۔ اس طرح سے اس بے روزگاری کے مسئلے سے جلد سے جلد نمٹا جاسکتا ہے۔

میری ان معزز اراکین سے درخواست ہے جنہوں نے اس قرارداد کو پیش کیا ہے جب اس معاملے پر موجودہ حکومت سنجیدگی سے غور کر رہی ہے وہ اب اس شکل میں اس قرارداد کو نہ لائیں اور اس پر زور نہ دیں تو بہتر ہوگا۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر۔ جب حکومت کی طرف سے اس مسئلے پر بھرپور توجہ دی جا رہی ہے اور ایوان کو تسلی بھی دی گئی ہے۔ کیا معزز ممبران صاحب اپنی قرارداد پر زور دیتے ہیں؟

میر محمد ترمین گل۔ اب جناب والا! جبکہ وزیر قانون صاحب تسلی دے رہے ہیں تو ہم اپنی تحریک پر زور نہیں دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ انتظار کر لیں گے دیکھیں گے یہ مسئلہ کب تک اور کس حد تک حل ہوتا ہے کیونکہ ہم صبر کرتے آئے ہیں اور ایک طرح سے ہمیں صبر کی عادت بھی ہے ہم امید کرتے ہیں کہ اس قرارداد کے آئندہ پیش ہونے سے قبل یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

میر عبداللہ خان جمالی۔ جناب والا! تھوڑا سا وقت عنایت دینے کا آپ کا شکریہ۔ اور پالیسی وضع کرنے کا حکومت کا شکریہ۔ اگر اس مسئلے کے متعلق صوبائی حکومت پہلے سے ہمیں بتا دیتی کہ اس بارے میں اٹھارہ ماہ ہے۔ تو مسئلے یکدم تو نہیں حل ہو جاتے ہیں۔ اب جبکہ صوبائی حکومت غور کر رہی ہے آخر میں میں صرف ایک گزارش کروں گا کہ جتنا جلدی ممکن ہو سکے اس پر عملدرآمد کرانے کہ ہمارے ہاں ملازمت

کی تلاش کرنے والوں کی تعداد اس وقت سے بڑھ رہی ہے کہ آبادی بھی نہیں بڑھ رہی ہے
اگر اس سلسلے میں دیر ہوئی تو اور گریجویٹیشن کر کے کئی توجہواں آجائیں گے اور مسئلہ بن
جائے گا آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کر دیتا ہوں کہ اس میں جلدی کیجئے ۔

جناب اسپیکر - قرارداد پر زور نہیں دیا گیا ۔

جناب اسپیکر - آخر میں وزیر اعلیٰ (قائد الوان) اجلاس سے خطاب فرمائیں گے ۔

نواب محمد اکبر خان بگٹی (قائد الوان) جناب والا! میں آپ کا زیادہ وقت

نہیں لوں گا کیونکہ کافی دیر ہو چکی ہے اور ہمارے مولانا صاحب بھی نماز کے لئے بیقرار
بیٹھے ہیں ۔ میں یہاں چند باتیں کروں گا ۔ یہاں پر آج تو دو قراردادیں تقریباً ایک ہی
موضوع پر پیش ہوئی ہیں ۔ جہاں تک پہلی قرارداد کا تعلق ہے سنٹرل محکمہ جات یا نیم سنٹرل
محکمہ جات سے متعلق ہے ۔ اور مختلف وفاقی کارپوریشنوں سے ہمارے صوبے کے کوٹے
سے متعلق ہیں ۔ پرانے کوٹے کے مطابق جس کے مطابق وفاقی حکومت کہتی ہے ہم پہلے سے
دے رہے ہیں ۔ مگر وہ جو دے رہے ہیں وہ پرانے اعداد و شمار کے مطابق بھی نہیں ہے

اور ہمارے ملازمین کو حصہ ۲۵ فیصد بھی نہیں مل رہا ہے۔ اگر مرکزی حکومت کے سنٹرل محکمہ جات اور کارپوریشنوں میں نیم مرکزی اداروں کے ملازمین کی تعداد دو لاکھ آساکہ لگاتے ہیں تو ان دو لاکھ ملازمین میں بلوچستان کا پرانے حساب سے چھ ہزار ملازمین بنتے ہیں آپ خود اندازہ لگائیں جو باؤس میں تمام حضرات بیٹھے ہیں کیا وہ یقین سے کہہ سکیں گے کہ مرکزی حکومت میں ہمارے صوبے کے چھ ہزار ملازمین کام کر رہے ہیں حقیقتاً ہمارا حصہ ۱۲٪ کی مردم شماری کے مطابق ۱۳۱۵۰ بنتا ہے جس کے متعلق ہم پچھلے مارچ سے کہتے آ رہے ہیں دوسری طرف سے ممبر صاحبان نے کہا ہے کہ کہنے کا کیا طریقہ کار ہے۔ کیسے رجوع کیا ہے۔ ہم کو معلوم نہیں ہے اس سلسلے میں میں نے پرائم فیسٹر صاحب سے براہ راست اس معاملے کو اٹھایا ہے ایک بار نہیں کئی بار کہا ہے پھر ان کے مختلف وزراء کو اس بارے میں کہا ہے۔ اور ان کے نہایت اعلیٰ افسران کو کہا ہے۔ اس پر نوٹس لکھے گئے ہیں۔ نہ صرف ان مسئلے پر بلکہ بلوچستان کے کئی دیگر مسائل کے متعلق بھی انہیں کہا گیا ہے جو ہمارے حقوق تھے جو ہمیں نہیں دیئے گئے ہیں۔ جن کا آئینی اور قانونی تقاضہ ہے ہم کو نہیں ملے ہیں ان کے متعلق کہا گیا ہے۔ اس کے بارے میں ان سے کئی گزارشات کی جاتی رہی ہیں۔ اور آخری بار جب اسلام آباد میں ووٹ آف نو کانفرنس ہو رہا تھا۔ پھر ہم کو کہا آپ کے مطالبات کا ہمیں پتہ نہیں ہمیں آپ دیں۔ ہر ایک کہتا تھا

کہ ہمیں پتہ نہیں ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم کئی بار دے چکے ہیں۔ آپ اپنے دفاتروں میں دیکھیں پڑے ہونگے۔ بہر حال میں جس جگہ جاتا ہوں تو ان کی ایک نقل ضرور ساتھ لے جاتا ہوں ممکن ہے کہ کسی جگہ ضرورت پڑے تو اس کو فوراً بھیج دیا جائے اور ان پر ہم دیکھتے رہے ہیں کہ کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے اور اس کی آرٹ میں ہمیں مرکز فنڈ نہیں دے رہا ہے جہاں مرکز سے تعلق ہے ہم مرکز کی بات کرتے ہیں جہاں مرکز نے ہمارے حقوق دینے دیے ہیں ان کا بر ملا واضح طور پر اعلان کیا ہے اور اب بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم اپنے حقوق کے مرکز سے طلب گار ہیں اور جہاں ہمارے اپنے صوبے کا معاملہ ہے صوبے کے لوگوں کو روزگار کا یا کسی نہ کسی دیگر مسئلے کا تو اس کے ہم ذمہ دار ہیں۔ ہم ان کے مسائل کے لئے مرکز کی آرٹ میں نہ اب چھپے ہیں اور نہ آئندہ چھپیں گے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے اور کوئی کارروائی ہم نہیں کر سکتے ہیں تو ہم واضح کہیں گے کہ یہ ہماری وجہ سے ہے کہ ہمارا کمزوری کی وجہ سے نہیں ہو سکا ہے۔ اس اسمبلی میں اور باہر بھی پریس کانفرنسوں میں بھی ہم نے کہا ہے کہ یہ مسائل ہیں۔ اگر ہم ان پر پورے نہ اترے ہوں اور اس سلسلے میں کچھ کمزوریاں ہوں تو بھی آپ کے سامنے ہیں۔ آپ کو اور ہم کو یہاں عوام نے بھیجا ہے اور اس کا فیصلہ عوام پر منحصر ہے کہ وہ اس کا فیصلہ کس طرح کرتے ہیں کہ آئندہ بھی وہ نمائندہ بنا کر بھیجتے ہیں یا کہ نہیں۔ اگر ہم عوام کے احساسات کے مطابق پورا نہیں اتر سکتے ہیں۔

تو یہ ان کا حق ہے کہ ایک دن وہ ہمیں چھٹی کر دیں۔ اور میں ایک بار پھر سب بات کو دھڑا رہا ہوں یہاں کسی کی جاگیر نہیں ہے۔ یہاں جو بھی ممبر آئے ہیں وہ عوام کے ووٹ سے آئے ہیں تھوڑی دیر پہلے آپ نے جو قرارداد پاس کی ہے اس میں چھوٹی سی غلطی ہے وہ میں درست کرانا چاہتا ہوں کہ اب وفاقی ملازمتوں میں ہمارا کوٹہ ۵۳ نہیں ہے بلکہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۱۲۷ ہے یہ تو ہمارا مرکزی حکومت پر حق ہے۔ پہلے تو وہ اس کو پورا کرے اگر وہ کر دیتی ہے تو پھر کنسیشن ہے کہ ہم یہ کہیں کہ ہمارے لوگوں کے حالات ایسے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ چاہئے تو یہ پھر بعد کی بات ہے۔ اس کو درست کر دیں۔

جہاں تک دوسری قرارداد کا تعلق ہے جو ڈپوٹیشن پر آئے ہوئے ملازمین کے متعلق ہے یہاں کئی ایسے ملازمین ہیں جو دوسرے صوبوں کے ہیں اور ون پونٹ کے زمانے سے ہیں اب اشخاص کیوں رہ گئے ہیں اس کی وجہ کیا تھی اس کی جانچ پڑتال بھی ہم نے کی ہے اور پتہ چلا ہے کہ شاید اس وقت یہاں اس قابلیت کے لوگ نہیں تھے جس کا وجہ سے یہ لوگ رہ گئے ہیں۔ جو آج موجود ہیں۔ اور کام کر رہے ہیں مگر وہ بھی تو انسان ہیں انہوں نے یہاں کام کیا ہے۔ خدمت کی ہے ہم نہیں چاہتے کہ ان کو سڑک پر پھینک دیں جیسا کہ آج ہمارے بچے سڑکوں پر پھر رہے ہیں۔ انہوں نے یہاں خدمت کی ہے۔

اچھی کمی ہے یا برکاک ہے یہ ایک اور بات ہے یہ بیس سال سے بائیس سال کے زیادہ
 عرصے سے کام کر رہے ہیں ہم نے ان کے لئے اپنے صوبے سے رجوع کیا ہے یہ زیادہ
 تر ملازمین صوبہ سرحد سے ہیں کچھ پنجاب سے اور دو تین سندھ کے ہیں اور ہم نے
 صوبہ سرحد کی حکومت سے رجوع کیا ہے کہ یہ لوگ اتنی مدت سے یہاں کام کر رہے
 ہیں اور جب ون یونٹ ختم ہوا تو اس وقت بنیادی فیصلہ یہ تھا کہ جن نئے صوبوں میں دوسرے
 صوبوں کے لوگ تعینات تھے وہ اپنے صوبوں میں بھیجے جائیں گے۔ لہذا اس فیصلہ کی رو
 سے ہم ان کو کہتے ہیں کہ آپ اس معاملہ کو جلدی دیکھ تیار کر لیں۔ اور ان ملازمین کو جلدی
 ریسو (Redeem) کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ اس معاملہ پر کارروائی
 کی جا رہی ہے مگر بے روزگار ہوتا ہے وہ یقیناً جلدی میں ہوتا ہے۔ بھوکا پیٹ اٹھاتا
 نہیں کر سکتا ہے۔ مگر اس کے برعکس جو دفتری معاملات نمٹانے ہوتے ہیں ایسی وقت
 لگتا ہے اور کبھی عدا بھی آسکتی ہیں۔ کبھی دیر بھی ہو سکتی ہے مگر ہمارا کوشش ہے
 کہ اس معاملے سے جلد سے جلد نمٹیں اور ان کو باعزت طریقے سے اپنے صوبوں کو واپس
 کر دیں اور ان کا شکریہ ادا کریں۔ کہ اپنے بائیس سال تک اس صوبے کی خدمت کی
 ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔ اب آپ باکر اپنے صوبے کے خدمت کریں۔ کیونکہ
 اب ہمارے اپنے لوگ جوان چکے ہیں۔ اور وہ اس قابل ہو چکے ہیں کہ وہ اپنے

صوبے کی خدمت کر سکیں۔

جناب اسپیکر صاحب میں آپ کو یقین دلانا ہوں کہ اس معاملے میں کوئی لٹریچر نہیں ہوگی۔ البتہ کچھ تاخیر ہو سکتی ہے یعنی دفتر کی تاخیر۔ ایک حکومت سے دوسری حکومت کو رجوع کرنا۔ اس میں دیر ہو سکتی ہے۔ جناب اسپیکر! میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور تمام ممبر صاحبان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ یہ اجلاس بہت اچھا اور بہت دلچسپ رہا ہے ہر ایک ممبر صاحب نے تقریریں کی ہیں۔ سوالات پوچھے ہیں اور فنی سوالات بھی پوچھے ہیں اس کے ساتھ فنی تقریریں بھی کی ہیں جو سوالات سے بھی لیے تھے۔ یہ ان کا حق ہے۔ اسپیکر صاحب آپ ہاؤس کی کارروائی چلانے ہیں اپنے ان تمام چیزوں کی اجازت دی ہے آخر میں میں ہاؤس کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (تسلیں و آفرین)

جناب اسپیکر۔ میر محمد اکرم بلوچ ۱۔ محترم قائد ایوان۔ معزز اراکین اسمبلی۔

اسمبلی اجلاس کی کارروائی تیس جنوری ۱۹۹۰ء سے شروع ہو کر آج آٹھ فروری ۱۹۹۰ء کو ختم ہو رہی ہے۔ اجلاس کے دوران قائد ایوان نے ہم سب کی صحیح خطوط پر رضامندی کی ہے اور معزز وزراء اور اراکین نے جو میرے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اس کے لئے ہر ایک

رکن نے تعمیری کردار ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں قائد ایوان اور تمام معزز ارکان
 اسمبلی کا دل سے مشکور ہوں۔ نیز صحافی حضرات۔ پریس ریڈیو اور ٹی وی اور اپنے
 عملے کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے بڑی جانفشانی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیئے
 ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ خوشگوار ماحول آئندہ بھی برقرار رہے گا۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر!۔ اب سیکریٹری صاحب اجلاس کے خاتمہ کے بارے میں
 گورنر صاحب کا حکم نامہ پڑھ کر سنائیں۔

Mr. AKHTAR HUSSAIN KHAN (SECRETARY ASSEMBLY)

Prorogation Order

In exercise of the powers conferred on me by clause (b) of Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, I, General (Rtd) Muhammad Musa, Governor of Balochistan, do hereby prorogue the Provincial Assembly of Balochistan on Thursday the 8th February, 1990, soon-after the session is over.

Dated Quetta,
 the 8th February, 1990.

GENERAL (RTD) MUHAMMAD MUSA, HJ
 Governor of Balochistan.

جناب اسپیکر!۔ اجلاس کی کارروائی غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔
 (دوپہر دو بجکر دس منٹ اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو گیا)